هفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۵ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

۲۴ جون ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَافَظَ عَلٰى اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَ اَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ترجمہ: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد چار رکعتوں پر مداومت کرے گا تو اللہ تعالےٰ اس کو دوزخ پر حرام کر دے گا — ابو داؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ السَّائِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَ قَالَ: "اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَاُحِبُّ اَنْ يَّصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیہ وسلم آفتاب ڈھلنے کے بعد ظہر کے (فرضوں) سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ فرماتے تھے کہ یہ وقت ایسا متبرک ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرا کوئی عمل (خیر) اس وقت اوپر چلا جائے — یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی اور کہا حدیث حسن ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا لَمْ يُصَلِّ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب (کسی وجہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہ پڑھتے تو ان کو ظہر کی نماز کے بعد پڑھتے — اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَآئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ مَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ (کبھی کبھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ جن کے درمیان آپؐ اس طرح فصل کرتے کہ ملائکہ مقربین اور ان کے متبعین (تابعداری کرنے والے) مسلمانوں اور ایمانداروں پر سلام کرتے تھے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث حسن ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس آدمی پر رحم کرے جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھا کرے۔ ابو داؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی کبھی) عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے — ابو داؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ" قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: "لِمَنْ شَآءَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھو۔ (دو مرتبہ آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے) اور تیسری مرتبہ فرمایا۔ جو چاہے پڑھے (تاکہ لوگ اسے مؤکدہ نہ سمجھ لیں) بخاری

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ كِبَارَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں — کہ میں نے بڑے بڑے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت (سنتیں ادا کرنے کے لئے) ستونوں کی طرف سبقت کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
لاہور
خدام الدین

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۵ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۴ جون ۱۹۶۶ء | شمارہ ۶

بہترین انتباہ

چند دن ہوئے حزبِ اختلاف کے ایک مشہور رہنما شاہ عزیز الرحمٰن نے قومی اسمبلی میں "دو اقتصادیات" کا نظریہ پیش کیا۔ اور اپنی تقریر میں "سوشلزم" کو قوم کے تمام امراض کا "امرت دھارا" اور پھولوں بھرا راستہ بتایا —— اس پر جناب اے۔ کے سومار نے شاہ عزیز الرحمٰن کے نظریے سے اختلاف کرتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہ شاہ صاحب کا "دو اقتصادیات" کا تخیل پاکستان کے مقدس نظریے کے قطعی منافی ہے —— پاکستان کا قیام دس کروڑ مسلمانوں کی مشترکہ جد و جہد، مشترکہ جنگ، مشترکہ نظریے اور مشترکہ پروگرام کا نتیجہ ہے اور اس مشترکہ جد و جہد، مشترکہ پروگرام اور مشترکہ نظریے کے بقاء و دوام پر ہی اس کے وجود کا دار و مدار ہے۔ اور شاہ عزیز الرحمان کے "دو اقتصادیات" کے تخیل کو مان لینے کا مطلب یہ ہوگا کہ پاکستان ایک نہیں بلکہ دو ہیں اور یہاں ایک قوم نہیں بلکہ دو قومیں آباد ہیں۔ اسی طرح شاہ عزیز الرحمان کا سوشلزم کی تعریف میں رطب اللسان ہونا بھی فی الحقیقت اس مقدس نظریے کی مخالفت ہے جس کی بناء پر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا اور اسلام ہی اس کے بقاء و استحکام کا ضامن ہو سکتا ہے۔ جناب سومار نے اس سلسلے میں بڑا برجستہ، چبھتا ہوا اور مسکت جواب دیا۔ اور کہا کہ اگر آپ سوشلزم کو تمام امراض کا امرت دھارا اور پھولوں بھرا راستہ خیال کرتے ہیں تو اس کی حقیقت روسیوں سے پوچھو کیونکہ ان کا سوشلزم پردے سے باہر آ گیا ہے اور شاید اب وہ خدا کی تلاش کر رہے ہوں گے جو ان کے لئے پردے میں ہے۔

سوشلزم میں کوئی خدا نہیں، کلیسا بھی نہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ایک متشدد ڈسپلن ہے۔ یہ آزادی کی نفی ہے۔ سوشلزم میں پارلیمنٹری ڈیموکریسی کا کوئی وجود نہیں۔ پریس کی آزادی کا کوئی سوال نہیں۔ ملک میں صرف ایک پارٹی ہوتی ہے اور پریس حکومت کی ملکیت ہوتا ہے جسے سوشلسٹ حضرات عوام کی ملکیت کہتے ہیں۔ اگر ہم سوشلزم چاہتے ہیں تو یہ ساری متضاد باتیں قبول کرنا پڑیں گی جو لوگ سوشلزم کے نعرے لگاتے ہیں انہیں چاہیئے کہ قوم کے پاس جا کر اسے سوشلزم کے اصلی خد و خال سے آگاہ کریں، اس کے بعد اگر میری قوم سوشلزم پر ایمان لے آئے تو میں بھی اپنی قوم کا ساتھ دوں گا۔

جناب سومار نے ان مختصر سے الفاظ میں ایک بڑی حقیقت کو واشگاف کر دیا۔ اور سوشلزم کی تصویر کشی کرتے ہوئے خوابوں کی دنیا میں بسنے والے اُن لوگوں کی آرزوؤں پر پانی پھیر دیا ہے جو بغیر سوچے سمجھے سوشلزم کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں۔ آج کل ایک عام رواج ہو گیا ہے کہ جو شخص سوشلزم کی مبادیات تک سے بھی واقف نہیں ہوتا وہ بھی سوشلزم کا نعرہ لگانا جزو فیشن سمجھتا ہے۔ اور سوشلزم کو انسانیت کے دکھوں کا علاج قرار دینے لگتا ہے۔ حالانکہ اگر اگر بہ نظرِ تحقیق دیکھا جائے تو دنیا کے "ہر ازم" سے انسانیت کے دکھوں میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ انسان کی مشکلات اور اس کی تکالیف روز بروز بڑھ ہی رہی ہیں۔ انسانیت کا صحیح تصور فقط اسلامی نظریۂ حیات میں ہے اور دنیا صرف اسلام ہی کے دامن میں امن و سکون کا سانس لے سکتی ہے۔ اور اس کے دکھوں کا مداوا فقط اسلام کی مقدس تعلیمات میں موجود ہے۔

امام الاولیاء قطب دوراں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لوگ محض ظاہری ٹیپ ٹاپ دیکھ کر اور ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے سوشلزم اور کمیونزم کے پھندے میں مبتلا ہیں ورنہ اگر خدا اُن کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے اور یہ انسانیت کے تجربات اور حقائق کی روشنی میں مختلف نظریہ ہائے حیات کا مطالعہ اور تجزیہ کریں تو یہ تمام "ازم" اسلام کا ناشتہ بھی نظر نہیں آئیں گے۔

افسوس اس امر کا ہے کہ مسلمان آج اپنے مذہب اور اس کی سچی تعلیمات سے اس قدر دور ہو چکا ہے کہ اس کے حقائق و معارف اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکے ہیں اور اسلام مسلمانوں کی عملی زندگی سے خارج ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان صادق سے ہر پر فریب "ازم" کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگتا ہے۔ اور کبھی اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگاتا ہے اور کبھی کسی اور پر فریب نعرے کا شکار ہو کر دنیا و آخرت دونوں خراب کر بیٹھتا ہے۔ ورنہ اگر اسلام پر اس کی نظر ہوتی اور اسلام اس کی عملی زندگی میں رچا بسا ہوتا تو یہ کسی دوسرے نظریۂ حیات کو خاطر ہی میں نہ لاتا دنیا کا ہر نظام اسے اسلام کے سامنے ہیچ اور بے قدر و قیمت نظر آتا اور یہ ان کی طرف تھوکنا بھی گوارا نہ کرتا۔

جناب سومار نے ٹھیک فرمایا ہے کہ اگر عوام کے سامنے سوشلزم کے خدو خال واضح کر دیئے جائیں تو وہ اسے قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوں گے لیکن ہمیں ان کے اس جملہ سے بحیثیت مسلمان ہونے کے شدید اختلاف ہے کہ "اگر میری قوم سوشلزم پر ایمان لے آئے۔ تو میں بھی اپنی قوم کا ساتھ دوں گا" حالانکہ مسلمان ہونے کی حیثیت



۱۹ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ بمطابق ۹ جون ۱۹۶۶ء

نیک لوگوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا نجات کا ذریعہ ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم :
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:—

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ اس نے ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت رحؒ نے اصلاحِ حال کے لئے یہ سلسلہ جاری فرمایا ہے۔ آپ ہر جمعرات کو ذکر کے بعد اصلاحِ حال اور آخرت کی نجات کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ حضرتؒ کے خطباتِ جمعہ اور مجالسِ ذکر سے لاکھوں انسانوں کی اصلاح ہو گئی۔ یہ خاص اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ حضرتؒ کے مجالسِ ذکر کے وعظ اور خطباتِ جمعہ کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں —— کوشش کرنی چاہئے کہ ان مجالسِ ذکر اور خطباتِ جمعہ کا اکثر و بیشتر مطالعہ کیا جائے۔ کیونکہ جو برکت حضرتؒ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں ہو سکتی ہے وہ کسی اور کے الفاظ میں نہیں ہو سکتی وہ عامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ولی کامل تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن و حدیث کی اشاعت کے لئے وقف کر دی تھی۔ اکثر جگہ آج کل بھی حضرتؒ ہی کی مجالسِ ذکر اور خطباتِ جمعہ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ سندھ اور پشاور کے علاقوں میں سندھی، پشتو زبان میں ترجمے کر کے سنائے جاتے ہیں اور بدستور اسی طرح لوگوں کی اصلاح ہو رہی ہے۔ اور ذکر کا شوق اور فکرِ آخرت کا خیال پیدا ہو رہا ہے۔ جب تک کسی چیز کا بار بار تکرار نہ ہو اُس وقت تک وہ عمل میں نہیں آتی۔ اس لئے اگر آپ بار بار مجالسِ ذکر اور خطبات پڑھتے رہیں گے اور کثرت سے ذکر اللہ کرتے رہیں گے تو انشاء اللہ آپ کے دل میں اللہ کا نام جم جائے گا۔ اور ذکر کا ذوق و شوق اور نیکی کی رغبت زیادہ ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ آمین!

حضرتؒ اکثر یہ آیت پڑھا کرتے تھے:—

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○

(سورہ کہف۔ پ ۱۵ - رکوع ۱۶)

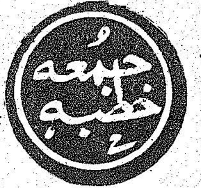
ترجمہ: اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام، طالب ہیں اس کی رضا کے، اور نہ دوڑیں تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر تلاش میں رونق زندگانی دنیا کی اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا ہے اپنی خوشی کے اور اس کا کام ہے حد سے نکل جانا۔

یعنی آپ اپنی نشست و برخاست اُن لوگوں کے ساتھ رکھیں جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں۔ جو اللہ کے دیدار اور خوشنودی حاصل کرنے کے شوق میں نہایت اخلاص کے ساتھ دائماً عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ مثلاً ذکر کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، نمازوں پر مداومت رکھتے ہیں، حلال و حرام میں تمیز رکھتے ہیں۔ خالق و مخلوق دونوں کے حقوق پہچانتے ہیں گو وہ دنیوی حیثیت سے معزز اور مالدار نہیں ہیں اور جن کے دل دنیا کے نشہ میں مست ہو کر خدا کی یاد سے غافل اور ہر وقت نفس کی خوشی اور خواہش کی پیروی میں مشغول رہتے ہیں، خدا کی اطاعت میں پیچھے اور ہوا پرستی میں آگے رہنا ان کا شیوہ ہے ایسے بدمست غافلوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھیں۔

کبوتر، کبوتروں کے ساتھ اور باز بازوں کے ساتھ کھانا پینا رہنا سہنا رکھتا ہے۔ بُرے اور بد لوگ بُری مجالس میں بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ نیک بننا چاہتے ہیں، اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ اپنا اٹھنا بیٹھنا، اوڑھنا بچھونا نیک لوگوں کے ساتھ رکھیں جو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں۔ جن کو آخرت کی فکر ہے۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے سے آپ پر بھی ان ہی کا رنگ چڑھ جائے گا۔

متقی و پرہیزگار اور ذاکر لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی فضیلت میں ایک حدیث ہے۔ کہ ایک فرشتوں کی جماعت دنیا میں ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتی ہے جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں جس جگہ لوگ اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ فرشتے ان تمام ذاکروں کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے جو میرا ذکر کر رہے ہیں میں نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ! ایک آدمی تو ویسے ہی کسی ذاکر کو ملنے آیا تھا۔ وہ ذکر کے لئے نہیں آیا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جاؤ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ کیونکہ یہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم نہیں جاتے۔ اگر آپ کسی اپنے عزیز دوست کو پنکھے سے ہوا دے رہے ہوں اور آپ کا دشمن

ق ۱۶



۲۷ر صفر المظفر ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۷ر جون ۱۹۶۶ء

کسی بھی شخص کو

احکام خداوندی میں ترمیم واضافہ کا کوئی حق حاصل نہیں

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم:
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:-

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ لا قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ھٰذَآ اَوْ بَدِّلْہُ مِنْ تِلْقَآیِٔ نَفْسِیْ ج اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ ج اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللہُ مَا تَلَوْتُہٗ عَلَیْکُمْ وَلَآ اَدْرٰکُمْ بِہٖ صلے فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ط اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

(پ ۱۱- س یونس- آیت ۱۵ تا ۱۷)

ترجمہ: اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں وہ لوگ کہتے ہیں جنہیں ہم سے ملاقات کی امید نہیں کہ اس کے سوا کوئی قرآن لے آیا اسے بدل دے تو کہہ دے میرا کام نہیں کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں میں اُسی کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جائے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ کہہ دو اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تمہارے سامنے نہ پڑھتا اور نہ وہی تمہیں اس سے خبردار کرتا کیونکہ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر گذار چکا ہوں ۔ کیا پھر تم نہیں سمجھتے ۔ پھر اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے یا اُس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بیشک گنہگاروں کا بھلا نہیں ہوتا۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

قرآن کی عام پند و نصیحت تو بہت سے پسند کرتے لیکن بت پرستی یا اُن کے مخصوص عقاید و رسوم کا ردّ ہوتا تو وحشت کھاتے اور ناک بھوں چڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے کہ اپنے خدا سے کہہ کر یا تو دوسرا قرآن لے آیئے جس میں یہ مضامین نہ ہوں اور اگر یہ ہی قرآن رہے تو اتنے حصّے میں ترمیم کر دیجئے جو بت پرستی وغیرہ سے متعلق ہے۔ جن لوگوں نے پتھر کی مورتیوں وغیرہ پر اختیارات تقسیم کر رکھے تھے ان کی ذہنیت سے کچھ مستبعد نہیں کہ ایک پیغمبر کو اس طرح کے تصرفات و اختیارات کا مالک فرض کرلیں یا یہ کہنا بھی محض الزام و استہزاء کے طور پر ہوگا۔

(جان لیجئے!)

کسی فرشتے یا پیغمبر کا یہ کام نہیں کہ اپنی طرف سے کلام الٰہی میں ترمیم کرکے ایک شوشہ بھی تبدیل کر سکے۔ پیغمبر کا فرض یہ ہے کہ جو وحی خدا کی طرف سے آئے بلاکم و کاست اُس کے حکم کے موافق چلتا رہے وہ خدا کی وحی کا تابع ہوتا ہے خدا اُس کا تابع نہیں ہوتا۔ کہ جیسا کلام تم چاہو خدا کے یہاں سے لاکر پیش کر دے۔ وحیٔ الٰہی میں ادنٰی سے ادنٰی تصرّف اور قطع و برید کرنا بڑی بھاری معصیت ہے۔ پھر جو معصوم بندے سب سے زیادہ خدا کا ڈر رکھتے ہیں (انبیاء علیہم السلام) وہ ایسی معصیت و نافرمانی کے قریب کہاں جا سکتے ہیں۔ انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم میں گویا اُن بے ہودہ فرمائش کرنے والوں پر تعریض ہوگئی کہ ایسی سخت نافرمانی کرتے ہوئے تم کو بڑے دن کے عذاب سے ڈرنا چاہئے۔

(ارشاد ہوتا ہے، اے رسولؐ! کہہ دیجئے)

جو خدا چاہتا ہے وہ ہی تمہارے سامنے پڑھتا ہوں اور جتنا وہ چاہتا ہے میرے ذریعے سے تم کو خبردار کرتا ہے۔ اگر وہ اس کے خلاف چاہتا چاہتا تو میری کیا طاقت تھی کہ خود اپنی طرف سے ایک کلام بنا کر اس کی طرف منسوب کر دیتا۔ آخر میری عمر کے چالیس سال تمہاری آنکھوں کے سامنے گذرے۔ اس قدر طویل مدت میں تم کو میرے حالات کے متعلق ہر قسم کا تجربہ ہو چکا۔ میرا صدق و عفاف دیانت و امانت وغیرہ اخلاق حسنہ تم میں ضرب المثل رہے۔ میرا اُمّی ہونا اور کسی ظاہری معلّم کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہ کرنا ایک معروف و مسلّم واقعہ ہے۔ پھر چالیس برس تک جس نے نہ کوئی قصیدہ لکھا ہو، نہ مشاعروں میں شریک ہوا ہو، نہ کبھی کتاب کھولی ہو، نہ قلم ہاتھ میں لیا ہو، نہ کسی درسگاہ میں بیٹھا ہو دفعتہً ایسا کلام بنا لائے جو

اپنی فصاحت و بلاغت، شوکتِ الفاظ، جدّتِ اسلوب اور سلاست و روانی سے جنّ و انس کو عاجز کر دے۔ اس کے علوم و حقائق کے سامنے تمام دنیا کے معارف ماند پڑ جائیں۔ ایسا مکمل اور عالمگیر قانونِ ہدایت نوعِ انسان کے ہاتھوں میں پہنچائے جس کے آگے سب پچھلے قانون ردی ہو جائیں۔ بڑی بڑی قوموں اور ملکوں کے مردہ قالب میں روحِ تازہ پھونک کر ابدی حیات اور نئی زندگی کا سامان بہم پہنچائے یہ بات کس کی سمجھ میں آ سکتی ہے؟ تم کو سوچنا چاہئے کہ جس پاک سرشت انسان نے چالیس برس تک کسی انسان پر جھوٹ نہ لگایا ہو، کیا وہ ایک دم ایسی جسارت کر سکتا ہے کہ معاذ اللہ خداوند قدوس پر جھوٹ باندھے اور افترا کرنے لگے؟ ناچار ماننا پڑے گا کہ جو کلام الٰہی تم کو سناتا ہوں اس کے ہٹانے یا پہنچانے میں مجھے اصلا اختیار نہیں۔ خدا جو کچھ چاہتا ہے۔ میری زبان سے تم کو سناتا ہے، ایک نقطہ یا زیر و زبر تبدل کرنے کا کسی مخلوق کو حق حاصل نہیں۔

خلاصۂ کلام

یہ ہے کہ عرب کے لوگ اللہ کا نام تو لیتے تھے مگر اللہ کا اور اس کی صفات کا صحیح تصوّر ان کے دل و دماغ میں نہ تھا، وہ بتوں کے پجاری تھے۔ شرک اور رسوم و رواج میں گھرے ہوئے تھے۔ اور عوام پر ان کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ اللہ جل شانہٗ نرا خالق ہی نہیں ہے بلکہ ہادی بھی ہے اور اس نے مجھے تمہاری ہدایت کے لئے قرآن دے کر مبعوث فرمایا ہے تو وہ لوگ اللہ، اس کے رسولؐ اور اس کی کتاب کا ذکر سن کر چکرا گئے۔ انہوں نے قرآن کریم کو سنا تو اس میں انہیں نصیحتیں بھی بڑی اچھی نظر آئیں لیکن یہ نہ سمجھے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اور اس کے رسولؐ کا ذمہ یہ ہے کہ اس کو جوں کا توں لوگوں تک پہنچا دے۔ اس پر خود عمل کر کے دکھا دے اور لوگوں سے کہہ دے کہ تم بھی اسی طرح عمل کرو۔

مشرکین مکہ نے جب بتوں کی اور ان کی پوجا کی برائیاں قرآن عزیز میں سنیں تو نادانی یا ہنسی کے طور پر کہنے لگے کہ کوئی ایسا قرآن لاتے جس میں بتوں کی اور ان کی پوجا کی مذمّت نہ ہو۔ ورنہ آپ خود ان آیتوں کو جن میں ایسی باتیں ہیں بدل دیجئے اور ان کی جگہ دوسری آیتیں رکھ دیجئے۔

وہ نادان یہ نہ سمجھ سکے یا انہوں نے یہ سمجھنا نہ چاہا کہ قرآن عزیز میں ردّ و بدل کرنا رسولؐ کے بھی بس کی بات نہیں۔ اس کے احکام اٹل ہیں۔ ترمیم اور حک و اضافہ کی اس میں کوئی گنجائش نہیں۔ رسولؐ کا کام یہ ہے کہ اس کلام الٰہی کو سنا دے اور خود عمل کر کے دوسروں کو عمل کرنا سکھا دے۔

قرآن کریم میں کمی بیشی قطعاً ممکن نہیں

اقوامِ غیر قرآن عزیز پر طرح طرح کے اعتراضات کرتی ہیں وہ چاہتی ہیں کہ قرآنی احکام ان کی منشاء کے مطابق ہوں مگر ان پر واضح کر دو کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اس میں کمی بیشی قطعی ممکن نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ اے رسولؐ! ان سے کہہ دیجئے کہ میرا کام پیغامِ خداوندی میں ردّ و بدل کرنا نہیں۔ اپنی طرف سے نہ میں کچھ گھٹا سکتا ہوں اور نہ بڑھا سکتا ہوں۔ میرا کام فقط یہ ہے کہ جو میری طرف وحی کی جائے اس کے مطابق عمل کروں۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں اور اس کے حکم سے منہ موڑوں تو ڈر ہے کہ قیامت کے دن جو بڑے معرکے کا دن ہے میں سخت سزا کا مستحق ٹھہروں۔ اس کلام میں کوئی ذرا بھی تغیّر و تبدّل نہیں کر سکتا۔

نیک لوگ

اس میں اس لئے ردّ و بدل اور ترمیم و اضافہ نہیں کر سکتے کہ وہ اللہ جل شانہٗ کی عظمت کو جانتے ہیں، اس کے جاہ و جلال سے واقف ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں

بد لوگ

اس لئے قرآن عزیز میں کمی بیشی نہیں کر سکتے کہ اللہ جل شانہٗ خود اس کلام ذی شان کا محافظ ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس میں کچھ بدل سکے۔ اس کے الفاظ بھی محفوظ ہیں اور معانی بھی وہی ہیں جو اللہ کے علم میں ہیں۔ قرآن عزیز قیامت تک اسی طرح محفوظ رہے گا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور سمجھدار لوگ اس کے مطابق خود بھی چلیں گے اور دوسروں کو بھی چلائیں گے۔

کھلا ثبوت

اس حقیقت کا کھلا ہوا ثبوت یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ مجھے صرف اس قدر تمنّا ہے کہ تم ان احکام قرآنی پر عمل پیرا ہو کر اور میرے طریق پر چل کر آنے والے عذاب کی شدت سے بچ جاؤ اور وہ عذاب کوئی معمولی عذاب نہیں ہوگا۔

مجھے خدا ہی کی طرف سے ایسا حکم ہے کہ میں یہ تمام باتیں تم کو سنا دوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں ہرگز تم سے کچھ نہ کہتا۔ میں اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ تمہارے اندر گذار چکا ہوں اور تم جانتے ہو کہ میں خائن و بددیانت نہیں ہوں۔ یہ خائنوں کا کام ہے کہ وہ افترا پردازی کریں یا جھوٹ بولیں اور پھر اس سے بڑھ کر کون زیادہ ظالم ہوگا جو خدا کے متعلق بھی جھوٹی بات کہنے سے گریز نہ کرے۔ ایسا آدمی تو قطعاً فلاح نہیں پا سکتا۔

دوسری مثال

قولہٗ تعالیٰ:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

(پ ۲۸ - س التحریم - آیت ۱)

ترجمہ: اے نبیؐ! آپ کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے۔ آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عنایت فرمائیں اور لوگ آسودہ

فخرِ موجودات، سرورِ کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی

نبوّت کا ثبوت

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

(۱) پہلے نبی تھے ایک جماعت کیواسطے
آقائے نامدار تھے خلقت کیواسطے
(۲) پہلے صحیفے خاص تھے ایک دور کیلئے
قرآن ہے تمام زمانوں کیواسطے
(۳) سب انبیاء میں جو محاسن تھے جدا جدا
جامع تھے اُن تمام کے محبوب کبریا

زمانۂ تاریکی

ذرا چودہ سو سال پیچھے پلٹ کر دیکھو۔ دنیا میں نہ تار برقی تھی نہ ٹیلیفون تھے، نہ ریل تھی نہ چھاپے خانے تھے نہ اخبار اور رسالے شائع ہوتے تھے، نہ کتابیں چھپتی تھیں نہ سفر و سیاحت کی وہ آسانیاں تھیں جو آجکل پائی جاتی ہیں۔ ایک ملک سے دوسرے ملک تک جانے میں مہینوں کی مسافت طے کرنی پڑتی تھی۔

ملک عرب کا نقشہ

ان حالات میں دنیا کے درمیان عرب کا ملک سب سے الگ تھلگ پڑا ہوا تھا اس کے ارد گرد ایران، روم اور مصر کے ملک تھے جن میں کچھ علوم و فنون کا چرچا تھا۔ مگر ریت کے بڑے بڑے سمندروں نے عرب کو ان سب سے جُدا کر رکھا تھا۔ عرب سوداگر اونٹ پر مہینوں کی راہ طے کر کے ان ملکوں میں تجارت کے لئے جاتے تھے مگر یہ تعلق صرف مال کی خرید و فروخت کی حد تک تھا۔

عربوں کی تہذیب اور تمدن

خود عرب میں کوئی اعلیٰ درجہ کا تمدّن نہ تھا، نہ کوئی مدرسہ تھا نہ کوئی کتب خانہ تھا نہ لوگوں میں تعلیم کا چرچا تھا۔ تمام ملک میں گنتی کے چند لوگ تھے جن کو کچھ لکھنا پڑھنا آتا تھا مگر وہ بھی اتنا نہیں کہ اس زمانہ کے علوم و فنون سے آشنا ہوتے وہاں کوئی باقاعدہ حکومت بھی نہ تھی کوئی قانون بھی نہ تھا ہر قبیلہ اپنی جگہ خود مختار تھا۔ آزادی کے ساتھ لوٹ مار ہوتی تھی آئے دن خونریز لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ آدمی کی جان کوئی قیمت نہیں رکھتی تھی، جس کا جس پر بس چلتا اُسے مار ڈالتا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیتا۔ اخلاق اور تہذیب کی ان کو ہوا تک نہ لگی تھی۔ بدکاری، شراب خوری اور جوئے بازی کا بازار گرم تھا۔ لوگ ایک دوسرے کے سامنے بے تکلف برہنہ ہو جاتے تھے عورتیں تک خانہ کعبہ میں ننگی ہو کر طواف کرتی تھیں حرام و حلال کی کوئی تمیز نہ تھی، عربوں کی آزادی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ کوئی شخص کسی قاعدے، کسی قانون، کسی ضابطہ کی پابندی کے لئے تیار نہ تھا نہ کسی حاکم کی اطاعت قبول کر سکتا تھا۔ اس پر جہالت کی یہ کیفیت کہ ساری قوم پتھر کے بتّوں کو پوجتی تھیں۔ راستہ چلتے میں کوئی اچھا سا چکنا پتھر مل جاتا تو اسی کو سامنے رکھ کر پرستش کر لیتے تھے یعنی جو گردنیں کسی کے سامنے نہ جھکتی تھیں وہ پتھروں کے سامنے جھک جاتی تھیں اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ پتھر ان کی حاجت روائی کریں گے۔

طلوعِ آفتابِ نبوّت

ایسی قوم اور ایسی حالت میں ایک شخص پیدا ہوتا ہے بچپن ہی میں ماں باپ اور دادا کا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے اس لئے اس گئی گذری حالت میں جو تربیت مل سکتی تھی وہ بھی اس کو نہیں ملتی۔ ہوش سنبھالتا ہے تو عرب لڑکوں کے ساتھ بکریاں چرانے لگتا ہے، جوان ہوتا ہے تو سوداگری میں لگ جاتا ہے، اٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا سب انہیں عربوں کے ساتھ ہے جن کی حالت تم نے اوپر پڑھی ہے۔ تعلیم کا نام نہیں، حتّٰی کہ پڑھنا بھی نہیں آتا مگر اس کے باوجود اس کی عادتیں، اس کے اخلاق، اس کے خیالات سب سے جُدا ہیں۔

اخلاقِ جبلّی

وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ کسی سے بدکلامی نہیں کرتا، اس کی زبان میں سختی کی بجائے شیرینی ہے اور وہ بھی ایسی کہ لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں وہ کسی کا ایک پیسہ بھی ناجائز طریقہ سے نہیں لیتا اس کی ایمانداری کا یہ حال ہے کہ لوگ اپنے قیمتی مال اس کے پاس بطور امانت رکھواتے ہیں اور وہ ہر ایک کے مال کی حفاظت اپنی جان کی طرح کرتا ہے، ساری قوم اس کی دیانت پر بھروسہ کرتی ہے اور اسے امین کے نام سے پکارتی ہے۔

اس کی شرم و حیا کا یہ حال ہے کہ ہوش سنبھالنے کے بعد کسی نے اس کو برہنہ نہیں دیکھا اس کی شائستگی کا یہ حال ہے کہ بدتمیز اور گندے لوگوں میں پلنے اور رہنے کے باوجود ہر بدتمیزی اور ہر گندگی سے نفرت کرتا ہے، اور اس کے ہر کام میں صفائی اور ستھرائی پائی جاتی ہے، اس کے خیالات اتنے پاکیزہ ہیں کہ اپنی قوم کو لوٹ مار اور خون ریزی کرتے دیکھ کر اس کا دل دکھتا ہے اور وہ لڑائیوں کے موقع پر صلح صفائی کرانے کی کوشش کرتا ہے اور دل کا ایسا نرم ہے کہ ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے، یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرتا ہے، بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ مسافروں کی میزبانی کرتا ہے۔ کسی کو اس سے دکھ نہیں پہنچتا، وہ خود دوسروں کی خاطر دکھ اٹھاتا ہے پھر عقل ایسی صحیح ہے کہ بُت پرستوں کی اس قوم میں رہ کر بھی وہ بتوں سے نفرت کرتا ہے کبھی کسی مخلوق کے آگے سر نہیں جھکاتا، اس کے اندر سے خود بخود آواز آتی ہے کہ زمین و آسمان میں جتنی چیزیں نظر آتی ہیں ان میں سے کوئی پوجنے کے لائق نہیں اس کا دِل آپ سے آپ کہتا ہے کہ خدا تو ایک ہی ہو سکتا ہے اور ایک ہی ہے، اس جاہل قوم میں یہ شخص ایسا ممتاز نظر آتا ہے گویا پتھروں کے ڈھیر میں ایک ہیرا چمک رہا ہے یا گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ایک شمع روشن ہے۔

عطائے نبوّت

چالیس برس کے قریب اس طرح پاک، صاف اور اعلیٰ درجہ کی شریفانہ زندگی بسر کرنے کے بعد یہ شخص اس تاریکی سے جو اُس کے چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی گھبرا اٹھتا ہے، جہالت، بداخلاقی، بدکرداری، بدنظمی اور شرک و بُت پرستی کا یہ ہولناک سمندر جو اس کو گھیرے ہوئے تھا اس سے وہ نکل جانا چاہتا ہے۔ کیونکہ یہاں کوئی چیز بھی اس کی طبیعت کے مناسب نہیں۔ آخر وہ آبادی سے دور ایک پہاڑ کی غار میں جا جا کر تنہائی اور سکون کے عالم میں کئی کئی دن گذارنے لگتا ہے فاقے کر کر کے اپنی روح اور اپنے دل و دماغ کو اور زیادہ پاک صاف کرتا ہے۔ سوچتا ہے غور و فکر کرتا ہے اور کوئی روشنی ڈھونڈتا

ہے۔ جس سے وہ اس چاروں طرف پھیلی ہوئی تاریکی کو دور کر دے ایسی طاقتور چیز حاصل کرنا چاہتا ہے جس سے وہ اس بگڑی ہوئی دنیا کو توڑ پھوڑ کر پھر سے سنوار دے۔

تعلیماتِ نبوی:- یکایک اس کی حالت میں ایک عظیم الشان تغیر نمودار ہوتا ہے ایک دم سے اس کے دل میں وہ روشنی آجاتی ہے جس کو اس کی فطرت مانگ رہی تھی، اچانک اس کے اندر وہ طاقت بھر جاتی ہے جس کا ظہور اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، وہ غار کی تنہائی سے نکل آتا ہے اپنی قوم کے پاس آتا ہے اس سے کہتا ہے کہ بت کسی کام کے نہیں، انہیں چھوڑ دو، یہ زمین، یہ سورج، یہ تارے، یہ زمین و آسمان کی ساری قوتیں ایک خدا کی مخلوق ہیں، وہی تمہارا پیدا کرنے والا ہے، وہی رزق دینے والا ہے وہی مارنے اور جلانے والا ہے، سب کو چھوڑ کر اسی کو پوجو سب کو چھوڑ کر اسی سے اپنی حاجتیں طلب کرو، یہ چوری یہ لوٹ مار، یہ شراب خوری، یہ جوا یہ بدکاریاں جو تم کرتے ہو سب گناہ ہیں۔ انہیں چھوڑ دو، خدا انہیں پسند نہیں کرتا، سچ بولو، انصاف کرو، نہ کسی کی جان لو، نہ کسی کا مال چھینو، جو کچھ لو حق کے ساتھ لو، جو کچھ دو حق کے ساتھ دو۔ تم سب انسان ہو، انسان اور انسان سب برابر ہیں، بزرگی و شرافت انسان کی نسل اور نسب میں نہیں، رنگ و روپ اور مال و دولت میں نہیں، خدا پرستی، نیکی اور پاکیزگی میں ہے۔ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اور نیک و پاک ہے وہی اعلیٰ درجہ کا انسان ہے اور جو ایسا نہیں وہ کچھ بھی نہیں مرنے کے بعد تم سب کو اپنے خدا کے پاس حاضر ہونا ہے، اس عادل حقیقی کے ہاں نہ کوئی سفارش کام آئے گی نہ رشوت چلے گی نہ کسی کا نسب پوچھا جائے گا۔ وہاں صرف ایمان اور نیک عمل کی پوچھ ہو گی، جس کے پاس یہ سامان ہو گا وہ جنت میں جائے گا اور جس کے پاس ان میں سے کچھ نہ ہو گا وہ نامراد دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

جوابِ قوم:- جاہل قوم نے اس نیک انسان کو محض اس قصور میں ستانا شروع کیا کہ وہ ایسی باتوں کو برا کیوں کہتا ہے جو باپ دادا کے وقتوں سے ہوتی چلی آرہی ہیں اور ان باتوں کی تعلیم کیوں دیتا ہے جو بزرگوں کے طریقے کے خلاف ہیں، اسی قصور پر انہوں نے اس کو گالیاں دیں، پتھر مارے، اس کے لئے جینا مشکل کر دیا، اس کے قتل کی سازشیں کیں، ایک دن نہیں دو دن نہیں اکٹھے تیرہ برس تک سخت سے سخت ظلم توڑے یہاں تک کہ اسے وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا اور پھر وطن سے بھی نکال کر دم لیا جہاں اس نے پناہ لی تھی وہاں بھی کئی برس اس کو پریشان کرتے رہے۔

یہ سب تکلیفیں اس نیک انسان نے کس لئے اٹھائیں صرف اس لئے کہ وہ اپنی قوم کو سیدھا راستہ بتانا چاہتا تھا۔ اس کی قوم اسے بادشاہی دینے کو تیار تھی بشرطیکہ وہ اپنی تعلیم سے باز آجائے مگر اس نے سب چیزوں کو ٹھکرا دیا اور اپنی بات پر قائم رہا، کیا اس سے بڑھ کر نیک دلی اور صداقت تمہارے خیال میں آسکتی ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی فائدہ کی خاطر نہیں محض دوسروں کے بھلے کی خاطر تکلیفیں اٹھائے، وہی لوگ جن کے فائدے کے لئے وہ کوشش کر رہا ہے اس کو پتھر مارتے ہیں اور وہ ان کے لئے دعائے خیر کرتا ہے۔ انسان تو کیا فرشتے بھی اس کی نیکی پر قربان جائیں۔

اعجازِ قرآن:- پھر دیکھو جب یہ شخص اپنے غار سے یہ تعلیم لے کر نکلا تو اس میں کتنا بڑا انقلاب ہو گیا تھا۔ اب جو کلام وہ سنا رہا تھا وہ ایسا فصیح و بلیغ تھا کسی نے نہ اس سے پہلے ایسا کلام کہا نہ اس کے بعد کوئی کہہ سکا، عرب والوں کو اپنی شاعری اپنی خطابت، اپنی فصاحت پر بڑا ناز تھا، اس نے عربوں سے کہا کہ تم ایک ہی سورۃ اس کلام کے مانند بنا لاؤ مگر سب کی گردنیں عاجزی سے جھک گئیں، حد یہ ہے کہ خود اس شخص کی عام بول چال اور تقریر کی زبان بھی اتنی اعلیٰ درجہ کی نہ تھی جتنی اس خاص کلام کی تھی۔ چنانچہ آج بھی جب ہم اس کی دوسری تقریروں کا مقابلہ اس کلام سے کرتے ہیں تو دونوں میں نمایاں فرق محسوس ہوتا ہے۔

آنحضرت کے حکیمانہ قوانین

اس ان پڑھ صحرانشین انسان نے حکمت اور دانائی کی ایسی باتیں کہنی شروع کیں کہ نہ اس سے پہلے کسی انسان نے کہی تھیں نہ اس کے بعد آج تک کوئی کہہ سکا نہ چالیس برس کی عمر سے پہلے خود اس کی زبان سے وہ کبھی سنی گئی تھیں۔

اس امی نے اخلاق، معاشرت، معیشت، سیاست اور انسانی زندگی کے تمام معاملات کے متعلق ایسے قانون بنائے کہ بڑے بڑے عالم اور عاقل برسوں کے غور و خوض اور ساری عمر کے تجربات کے بعد بمشکل ان کی حکمتوں کو سمجھ سکتے ہیں اور دنیا کے تجربات جتنے بڑھتے جاتے ہیں ان کی حکمتیں اور زیادہ کھلتی جاتی ہیں۔ تقریباً چودہ سو برس کی مدت گذر چکی ہے مگر آج بھی اس کے بنائے ہوئے قانون میں کسی ترمیم کی گنجائش نظر نہیں آتی۔ دنیا کے قانون ہزاروں مرتبہ بنے اور بگڑے، ہر آزمائش میں ناکام ہوئے اور ہر بار ان میں ترمیم کرنی پڑی مگر اس صحرانشین امی نے تن تنہا بغیر کسی دوسرے انسان کی مدد کے جو قانون بنا دیئے ان کی کوئی ایک دفعہ بھی ایسی نہیں جو اپنی جگہ سے ہٹائی جا سکتی ہو۔

اخلاقِ نبوی:- اس نے ۲۳ برس کی مدت میں اپنے اخلاق، اپنی نیکی و شرافت اور اپنی اعلیٰ تعلیم کے زور سے اپنے دشمنوں کو دوست بنایا، اپنے مخالفوں کو موافق بنایا، بڑی بڑی طاقتیں اس کے مقابلہ میں اٹھیں اور آخر کار شکست کھا کر اس کے قدموں میں آرہیں، اس نے جب فتح پائی تو کسی دشمن سے بدلہ نہ لیا۔ کسی پر سختی نہ کی، جنہوں نے اس کے حقیقی چچا کو قتل کیا تھا، اس کا کلیجہ نکال کر چبا گئے تھے ان کو بھی فتح پاکر اس نے معاف کیا، جنہوں نے اس کے پتھر مارے تھے اس کو وطن سے نکالا تھا ان کو بھی فتح پاکر اس نے بخش دیا، اس نے کبھی کسی سے دغا نہ کیا، عہد کر کے کبھی نہ توڑا، جنگ میں بھی کسی پر زیادتی نہ کی، اس کے سخت سے سخت دشمن بھی کبھی اس پر گناہ یا ظلم کا الزام نہ رکھ سکے، یہی نیکی تھی جس نے بالآخر تمام عرب کا دل موہ لیا، پھر اس نے اپنی تعلیم و ہدایت سے انہی عربوں کو جن کا حال تم اوپر پڑھ چکے ہو وحشت اور جہالت سے نکال کر اعلیٰ درجہ کی مہذب قوم بنا دیا، جو عرب کسی قانون کی پابندی پر تیار نہ تھے ان کو اس نے ایسا پابند بنا دیا کہ دنیا کی تاریخ میں کوئی قوم ایسی پابندِ قانون نظر نہیں آتی جو عرب کسی کی اطاعت پر آمادہ نہ تھے اس نے ان کو ایک عظیم الشان سلطنت کا تابع بنا دیا، جن لوگوں کو اخلاق کی ہوا نہ لگی تھی ان کے اخلاق ایسے پاکیزہ بنا دیئے کہ آج ان کے حالات پڑھ کر دنیا دنگ رہ جاتی ہے، جو عرب اس وقت دنیا کی قوموں میں سب سے زیادہ پست تھے

وہ تنہا انسان کے اثر سے ۲۳ برس کے اندر یکایک ایسے زبردست ہو گئے کہ انہوں نے ایران، روم اور مصر کی عظیم الشان سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے، دنیا کو تمدن، تہذیب، اخلاق اور انسانیت کا سبق دیا اور اسلام کی ایک تعلیم اور ایک شریعت کو ایشیا، افریقہ اور یورپ کے دور دراز گوشوں تک پھیلتے چلے گئے۔

آپ کے تاثرات:۔ یہ تو وہ اثرات ہیں جو عرب قوم پر ہوئے اس سے زیادہ حیرت انگیز اثرات اس امی کی تعلیم سے تمام دنیا پر ہوئے اس نے ساری دنیا کے خیالات، عادات اور قوانین میں انقلاب پیدا کر دیا۔ ان کو چھوڑو جنہوں نے اس کو اپنا رہنما ہی مان لیا ہے۔ مگر حیرت یہ ہے کہ جنہوں نے اس کی پیروی سے انکار کیا جو اس کے مخالف ہیں اس کے دشمن ہیں وہ بھی اس کے اثرات سے نہ بچ سکے۔ دنیا توحید کا سبق بھول گئی تھی اس نے یہ سبق پھر سے یاد دلایا اور اتنے زور کے ساتھ اس کا صور پھونکا کہ آج بت پرستوں اور مشرکوں کے مذہب بھی توحید کا دعویٰ کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں اس نے اخلاق کی ایسی زبردست تعلیم دی کہ اس کے بنائے ہوئے اصول تمام دنیا کے اخلاقیات میں پھیل گئے اور پھیلتے چلے جا رہے ہیں، اس نے قانون اور سیاست اور تہذیب و معاشرت کے جو اصول بنائے وہ ایسے پکے اور سچے اصول تھے کہ مخالفوں نے بھی چپکے چپکے ان کی خوشہ چینی شروع کر دی اور آج تک کئے جا رہے ہیں۔

جیسا کہ آپ کو اوپر بتایا جا چکا ہے یہ شخص ایک جاہل قوم اور ایک نہایت تاریک ملک میں پیدا ہوا تھا چالیس برس کی عمر تک گلہ بانی اور سوداگری کے سوا اس نے کوئی کام نہ کیا تھا کسی قسم کی تعلیم و تربیت بھی نہ پائی تھی مگر غور کرو چالیس برس کی عمر کو پہنچنے کے بعد کہاں سے اس کے اندر یکایک اتنے کمالات جمع ہو گئے؟ کہاں سے اس کے پاس ایسا علم آ گیا؟ کہاں سے اس میں یہ طاقت پیدا ہو گئی؟

ایک اکیلا انسان ہے اور ایک ہی وقت میں بے نظیر سپہ سالار بھی ہے، ایک اعلیٰ درجہ کا جج بھی ہے، ایک زبردست مقنن بھی ہے، ایک بے مثل فلاسفر بھی ہے، ایک لاجواب مصلح اخلاق و تمدن بھی ہے، ایک حیرت انگیز ماہر سیاست بھی ہے پھر اتنی مصروفیتوں کے باوجود وہ راتوں کو گھنٹوں اپنے خدا کی عبادت بھی کرتا ہے، اپنی بیویوں اور بچوں کے حقوق بھی ادا کرتا ہے، غریبوں اور مصیبت زدوں کی خدمت بھی کرتا ہے ایک بڑے ملک کی بادشاہی مل جانے پر بھی وہ ایک فقیر کی سی زندگی بسر کرتا ہے بوریئے پر سوتا ہے۔ موٹا جھوٹا پہنتا ہے غریبوں کی سی غذا کھاتا ہے بلکہ کبھی کبھی فاقہ کی نوبت بھی آ جاتی ہے۔

آپ کی کسر نفسی:۔ یہ حیرت انگیز کمالات دکھلا کر اگر وہ کہتا کہ میں انسان سے بالاتر ہستی ہوں تب بھی کوئی اس کے دعوے کی تردید نہ کر سکتا تھا مگر جانتے ہو کہ اس نے کیا کہا؟ اس نے یہ نہیں کہا کہ یہ سب میرے اپنے کمالات ہیں اس نے ہمیشہ یہی کہا کہ میرے پاس کچھ بھی اپنا نہیں، سب کچھ خدا کا ہے اور خدا کی طرف سے ہے، میں نے جو کلام پیش کیا ہے جس کی نظیر لانے سے سب انسان عاجز ہیں، یہ میرا کلام نہیں ہے، نہ میرے دماغ کی قابلیت کا نتیجہ ہے، یہ خدا کا کلام ہے اور اس کی ساری تعریف خدا کے لئے ہے، میرے جتنے کام ہیں یہ بھی میری اپنی قابلیت سے نہیں ہیں محض خدا کی ہدایت سے ہیں، ادھر سے جو کچھ اشارہ ہوتا ہے وہی کرتا ہوں اور کہتا ہوں۔ اب بتاؤ کہ ایسے سچے انسان کو خدا کا پیغمبر کیسے نہ مانا جائے، اس کے کمالات ایسے ہیں کہ تمام دنیا میں ابتدا سے لے کر آج تک ایک انسان بھی اس کی مانند نہیں ملتا مگر اس کی سچائی ایسی ہے کہ وہ ان کمالات پر فخر نہیں کرتا، ان کی تعریف خود حاصل کرنا نہیں چاہتا بلکہ جس نے یہ سب کچھ دیا ہے صاف صاف اسی کا حوالہ دیتا ہے کیا وجہ ہے کہ ہم اس کی تصدیق نہ کریں جب وہ خود اپنی خوبیوں کے متعلق کہتا ہے کہ یہ خدا کی دی ہوئی ہیں تو ہم کیوں کہیں کہ نہیں یہ سب تیرے اپنے دماغ کی پیداوار ہیں؟ جھوٹا آدمی تو دوسروں کی خوبیوں کو بھی اپنی طرف منسوب کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر یہ شخص ان خوبیوں کو بھی اپنی طرف منسوب نہیں کرتا جنہیں وہ آسانی سے اپنی خوبیاں کہہ سکتا تھا، جن کے حاصل ہونے کا ذریعہ کسی کو معلوم بھی نہیں ہو سکتا تھا جن کی بنا پر اگر وہ انسان سے بالاتر ہونے کا بھی دعویٰ کرتا تو کوئی اس کی تردید نہ کر سکتا تھا۔ پھر بتاؤ کہ اس سے زیادہ سچا انسان کون ہو گا؟

دیکھو یہ ہیں ہمارے سرکار تمام جہان کے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کی پیغمبری کی دلیل خود ان کی سچائی ہے ان کے عظیم الشان کارنامے، ان کے اخلاق، ان کی پاک زندگی کے واقعات سب تاریخوں سے ثابت ہیں، جو شخص صاف دل سے حق پسندی اور انصاف کے ساتھ ان کو پڑھے گا اس کا دل خود گواہی دے گا کہ وہ ضرور خدا کے پیغمبر ہیں، وہ کلام جو انہوں نے پیش کیا وہ یہی قرآن ہے جسے تم پڑھتے ہو، اس بے نظیر کتاب کو جو شخص بھی سمجھ کر کھلے دل سے پڑھے گا اس کو اقرار کرنا پڑیگا کہ یہ ضرور خدا کی کتاب ہے کوئی انسان ایسی کتاب تصنیف نہیں کر سکتا۔

ختم نبوّت:۔ اب آپ کو جاننا چاہیئے کہ اس زمانے میں اسلام کا سچا اور سیدھا راستہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور قرآن مجید کے سوا نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام نوع انسانی کے لئے خدا کے پیغمبر ہیں ان پر پیغمبری کا سلسلہ ختم کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ انسان کی جس قدر ہدایت کرنا چاہتا تھا وہ سب کی سب اس نے اپنے آخری پیغمبر کے ذریعہ بھیج دی، اب جو شخص حق کا طالب ہو اور خدا کا مسلم بندہ بننا چاہتا ہو اس پر لازم ہے کہ خدا کے آخری پیغمبر پر ایمان لائے جو کچھ تعلیم انہوں نے دی ہے اس کو مانے اور جو طریقہ انہوں نے بتایا ہے اس کی پیروی کرے۔

ختم نبوت پر دلائل:۔ پیغمبری کی حقیقت ہم نے آپ کو پہلے بتا دی ہے اس کو سمجھنے اور اس پر غور کرنے سے آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ پیغمبر روز روز پیدا نہیں ہوتے، نہ یہ ضروری ہے کہ ہر قوم کے لئے ہر وقت ایک پیغمبر ہو، پیغمبر کی زندگی دراصل اس کی تعلیم و ہدایت کی زندگی ہے جب تک اس کی تعلیم اور ہدایت زندہ ہے اس وقت تک گویا وہ خود زندہ ہے۔ پچھلے پیغمبر وفات پا گئے کیونکہ جو تعلیم انہوں نے دی تھی دنیا نے اس کو بدل ڈالا جو کتابیں وہ لائے تھے ان میں سے ایک بھی آج اصلی صورت میں موجود نہیں، خود ان کے پیرو بھی یہ دعوےٰ نہیں کر سکتے کہ ہمارے پاس ہمارے پیغمبروں کی دی ہوئی اصلی کتابیں موجود ہیں انہوں نے اپنے پیغمبروں کی سیرتوں کو بھی بھلا دیا۔ پچھلے پیغمبروں میں سے ایک

نورانی مجلسیں

جامعہ مدنیہ کیمبلپور، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، انجمن خدام الدین نوشہرہ اور مسجد قاسم علی خان پشاور میں مؤرخہ ۶ مئی ۶۶ء تا ۹ مئی ۶۶ء مختصر مگر نہایت نشاط آگیں نورانی مجلسیں منعقد ہوئیں جن میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کے علاوہ دیگر اکابر علماء واتقیاء نے شرکت فرمائی۔ مندرجہ ذیل مضمون میں ان مجلسوں کی چند قلمی جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں۔ (محمد عثمان غنی)

جامعہ مدنیہ کیمبل پور میں درسِ قرآن

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ ۶ مئی جمعہ لاہور سے بذریعہ ریل کار راولپنڈی تشریف لائے۔ محترم ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر "خدام الدین" اور محترم حاجی محمد فاضل صاحب حضرت کے ہمراہ تھے۔ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد بھوسہ منڈی راولپنڈی صدر کافی عرصہ سے علیل تھے اور حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کی ملاقات کے لئے بے چین تھے۔ بلکہ حضرت کو یاد کر کر کے ان کی آنکھیں ڈبڈبا آتی تھیں۔ چنانچہ حضرت اُن کی عیادت کے لئے چند گھنٹے راولپنڈی رُکے اور پھر خیبر میل سے حسبِ پروگرام کیمبل پور کے لئے روانہ ہو گئے۔ نمازِ فجر کے وقت گاڑی کیمبلپور پہنچی۔ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب اور دیگر احباب نے حضرت کا استقبال کیا۔ جامعہ مدنیہ کی وسیع جامع مسجد میں حضرت قبلہ نے درسِ قرآن دیا۔ درسِ قرآن سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے رکوع ۱ پر تھا۔ مکمل تقریر تو فرصت میں لکھی جائے گی۔ سردست تبرکاً اُس درسِ مقدس کے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں۔

حضرت مدظلہ العالی نے تمہید میں فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کے ہم پر جو بے انتہا احسانات ہیں اگر ہمارا بال بال زبان بن جائے تو بھی ہم طاقت نہیں رکھتے کہ اس کا شکریہ ادا کر سکیں... اللہ نے ہمیں اشرف المخلوقات میں پیدا فرمایا اگر اللہ تعالیٰ ہمیں گھوڑا، گدھا یا بچھو بنا دیتے تو ان کو کون روک سکتا تھا مگر یہ ہم پر خصوصی کرم ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا اور پھر ہماری ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے ــــ اسلام دینِ فطرت ہے، یہ تمام ادیانِ سابقہ کا جوہر ہے، عطر ہے، عرق ہے، لبِّ لباب ہے، اسلام مکمل ہے، مدوّن ہے سارے انبیاء علیہم السلام کی قدرِ مشترک ہے ــــ اللہ بھی ایک ہے، اس کی ہدایت بھی ایک ہے۔ خطِ مستقیم ایک ہی ہوتا ہے ــــ عامۃ الناس سے عامۃ الملائکہ اشرف ہیں، عامۃ الملائکہ سے انبیاء افضل ہیں فرشتے اُن کے دربار کے چوکیدار ہیں۔ تمام موجودات سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ اور ارفع ہے ؎

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

درس کے مضمون کو پھیلاتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا۔ "حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ قرآن ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں کلمہ گو بنایا۔ امتِ محمدیہ میں پیدا فرمایا۔ اور علمائے حق و اتقیاء کے ساتھ وابستگی کی توفیق عطا فرمائی۔ آج بھی اربوں کی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں جو راہِ ہدایت سے بھٹکے ہوئے ہیں ــــ قرآن لامحدود فرمان ہے۔ ہم خود بھی محدود، ہماری معلومات محدود، وقت محدود، ملاقات محدود۔ اس محدود کا لامحدود کے کام کا حق پوری طرح ادا کرنا بڑا مشکل ہے ہر کوئی اپنی سی کوشش کرتا ہے ــــ سورۂ بقرہ اور سورۂ فاتحہ کا ایک ایک رکوع میں نے تبرکاً پڑھا ہے اور حضرت قاضی صاحب کے حکم کے مطابق چند کلمات کہنے بیٹھ گیا ہوں۔ ورنہ حضرت قاضی صاحب میرے اکابر میں سے ہیں۔ اللہ نے ان کو عمر میں، علم میں، للّٰہیت میں ہم پر فضیلت دی ہے۔ کیتَرَنِی مَوتُ الکُبَرَاءِ۔ بڑے نہ رہے تو چھوٹوں کو اُن کی جگہ سنبھالنا پڑی۔ ؎

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے قاضی صاحب ہم پر شفقت فرماتے ہیں حضرت قاضی صاحب قرآن حکیم کی تشریحات مقامی لوگوں کو بھی سمجھاتے ہیں اور خدام الدین کے ذریعہ سے بھی پھیلا رہے ہیں۔ اپنی اپنی حیثیت سے ہر کوئی اللہ تعالیٰ کے کلام کے رموز بیان کرتا ہے۔ ساری حکمتیں یکبارگی تو کوئی بھی بیان نہیں کر سکتا۔ قرآن سننے والے، سنانے والے اور رضائے الٰہی کا تمغہ حاصل کرنے والے الحمد للہ آج بھی موجود ہیں ــــ سورۂ فاتحہ کو ہی بیان کرنے کے لئے مہینے چاہئیں۔ ہمارے بزرگ مثلاً حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی اگر اس کی تفسیر کرنے بیٹھ جائیں تو بڑا وقت چاہیئے۔ حضرت تھانویؒ نے بڑی ضخیم تفسیریں لکھی ہیں ــــ حضورؐ کے اخلاقِ عالیہ، فرامین اور معمولات پر رطب اللسان ہیں۔ ابھی تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی گوشے نقاب کشا نہیں ہو سکے۔ آنے والے مفسرین بھی اسی طرح محنتیں کریں گے ــــ قرآن خود سیرتِ نبیؐ ہے۔ حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ حضورؐ زندہ قرآن ہیں ــــ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ساکت و سامط قرآن دیکھنا ہو تو یہ پڑا ہے اور چلتا پھرتا قرآن دیکھنا ہو تو ہم کو دیکھ لو۔

آج انکارِ حدیث کا فتنہ سر اٹھا رہا ہے۔ پڑھا لکھا طبقہ اس کو بڑا "کمال" سمجھتا ہے اور مغربی لوگوں کی نقالی میں سنتِ رسولؐ کا مذاق اڑاتے ہیں ــــ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل ــــ جن کو اللہ نے ہمت دی ہے، علم دیا ہے وہ دم نہیں مارتے، وہ زبان نہیں کھولتے، ادب کے مارے ڈرتے ہیں اور جن کی نہ سیرت نہ صورت نہ کسی اللہ والے سے تعلق نہ معانی کا علم نہ بلاغت، انگریز کے کالجوں میں پلے،

باقی صفحہ ۱۲ پر

اسرائیل میں احمدیہ مشن

عربوں کے قلب میں ناسور

میاں عبدالحق نے ۲۱ر جون کو نیشنل اسمبلی میں یہ سوال کیا کہ اس امر میں کہاں تک صداقت ہے کہ اسرائیل میں کوئی احمدیہ مشن قائم ہے جواب اثبات میں ہے تو اس مشن کے مالی وسائل کیا ہیں؟

وزیر خارجہ نے تحریری جواب میں کہا کہ حکومت کو نام نہاد مملکت اسرائیل میں احمدیہ مشن کے قیام کا قطعاً علم نہیں۔ کسی شخص یا کسی گوشے نے ایسی کوئی اطلاع حکومت کو مہیا نہیں کی۔ اگر اس کے متعلق ٹھوس معلومات حکومت کو مہیا کی جائیں تو وہ خوش ہوگی۔

تعجب ہے کہ حکومتِ پاکستان کی وزارتِ خارجہ کو اسرائیل میں احمدیہ مشن کے وجود کا علم نہیں؟ کیا حکومت کی معلومات کے ذرائع ناقص ہیں یا اس نے جواب دینے میں مصلحت اختیار کی ہے یا حکومت کے نزدیک قادیانی جماعت کا وجود اتنا غیر اہم ہے کہ وہ اس کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھنا ضروری نہیں سمجھتی؟

حکومت بالخصوص وزارتِ خارجہ کی اطلاع کے لئے ہم میرزا مبارک احمد کی تالیف "ہمارے بیرونی مشن" کا سرورق اور ساتھ ہی صفحہ ۷۹ کا انگریزی متن بہ عنوان اسرائیل مشن معہ ترجمہ اسی صفحہ پر تصویری عکس کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ اس شہادت کے بعد کسی دوسری شہادت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ زیر نظر کتاب ۱۰۵ صفحات اور بہت سی تصویروں پر مشتمل ہے۔ پانچواں ایڈیشن جو ہمارے پیش نظر ہے نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ہے۔ ناشر ہے احمدیہ مسلم فارن مشن ربوہ، تعداد ہے پانچ ہزار۔ فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں کے تقریباً ۳۱ مشن مختلف عالمی ممالک میں کام کر رہے ہیں۔ بالخصوص ان ملکوں میں جہاں انگریزوں کی عملداری رہی ہے یا مغربی طاقتوں کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ:

۱۔ اسرائیل میں احمدیہ مشن کی اجازت کیسے ہوئی؟

۲۔ متن سے ظاہر ہے کہ یہ مشن ربوہ کے

انگریزی متن کا ترجمہ

اسرائیل میں احمدیہ مشن حیفہ کے ماؤنٹ کرمال پر واقع ہے۔ ہماری وہاں ایک مسجد ہے ایک مشن ہاؤس ایک لائبریری ایک بکڈپو اور ایک سکول بھی ہے۔ ہمارا مشن "البشریٰ" نامی ایک ماہنامہ بھی شائع کرتا ہے جو عربی بولنے والے تیس مختلف ملکوں کو بھیجا جاتا ہے۔ مسیح موعود کے بہت سے فرمودات کا عربی زبان میں ترجمہ بھی اسی مشن کی وساطت سے ہوا ہے۔

احمدیہ مشن، سابق فلسطین کی تقسیم سے کئی طرح متاثر ہوا ہے۔ اسرائیل میں رہ گئے چند ایک مسلمان ہمارے مشن سے خاصی تقویت حاصل کرتے ہیں اور ہمارا مشن ان کی خدمت کا کوئی موقع بھی ضائع نہیں کرتا۔ کچھ عرصہ ہوا ہمارے مشنری نے حیفہ کے میئر سے ملاقات کی جس کے دوران کئی ایک مسائل زیر بحث آئے۔ اور اس نے ہمیں حیفہ کے قریب کبابیر میں ایک سکول بنا کر دینے کی پیشکش کی۔ جہاں ہمارے فرقہ کے فلسطینی عرب خاصی تعداد میں رہتے ہیں۔ انہوں نے کبابیر میں آکر ہمارے مشنری سے ملاقات کا وعدہ بھی کیا۔ اور بعد میں حیفہ کی چار قابلِ ذکر شخصیتوں کے ساتھ تشریف بھی لائے۔ ہمارے فرقے کے لوگوں اور سکول کے طلباء نے ان کا استقبال کیا اور مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے ایک مجلس بھی منعقد کی۔ واپسی سے پہلے VISITORS' BOOK میں انہوں نے اپنے تاثرات کا اندراج بھی کیا۔

ایک اور معمولی نوعیت کے واقعہ سے قارئین بخوبی اندازہ کر سکیں گے کہ ہمارے مشن کو اسرائیل میں کیا حیثیت حاصل ہے۔ وہ یہ کہ ۱۹۵۶ء میں جب ہمارے مشنری چوہدری محمد شریف تحریک احمدیہ کے ہیڈ کوارٹر واقع پاکستان واپس آنے لگے تو اسرائیل کے صدر نے انہیں پیغام بھیجا کہ وہ (چوہدری صاحب) واپس جانے سے پہلے انہیں (صدر) ضرور مل لیں۔ چوہدری صاحب نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا کہ صدر کو قرآن مجید کے جرمنی ترجمہ کی ایک جلد پیش کی۔ جو انہوں نے بخوشی قبول فرمائی۔ یہ ملاقات اور اس کے دوران جو کچھ ہوا وہ اسرائیل پریس میں وسیع پیمانے پر رپورٹ کیا گیا اور اس کا مختصر تذکرہ ریڈیو سے بھی براڈکاسٹ ہوا۔

جادو وہ جو سر چڑھ بولے،

******

A TABSHIR BOOK

MIRZA MUBARAK AHMAD

OUR FOREIGN MISSIONS

A brief Account of the Ahmadiyya Work to push Islam in various parts of the World



ISRAEL MISSION

The Ahmadiyya Mission in Israel is situated in Haifa at Mount Karmal. We have a mosque there, a Mission House, a library, a book depot, and a school. The mission also brings out a monthly, entitled *Al-Bushra* which is sent out to thirty different countries accessible through the medium of Arabic. Many works of the Promised Messiah have been translated into Arabic through this mission.

In many ways this Ahmadiyya Mission has been deeply affected by the Partition of what formerly was called Palestine. The small number of Muslims left in Israel derive a great deal of strength from the presence of our mission which never misses a chance of being of service to them. Some time ago, our missionary had an interview with the Mayor of Haifa, when during the discussion on many points, he offered to build for us a school at Kababeer, a village near Haifa, where we have a strong and well-established Ahmadiyya community of Palestinian Arabs. He also promised that he would come to see our missionary at Kababeer, which he did later, accompanied by four notables from Haifa. He was duly received by members of the community, and by the students of our school, a meeting having been held to welcome the guests. Before his return he entered his impressions in the Visitors' Book.

Another small incident, which would give readers some idea of the position our mission in Israel occupies, is that in 1956 when our missionary, Choudhry Muhammad Sharif, returned to the Headquarters of the Movement in Pakistan, the President of Israel sent word that he (our missionary) should see him before embarking on the journey back. Choudhry Muhammad Sharif utilized the opportunity to present a copy of the German translation of the Holy Quran to the President, which he gladly accepted. This interview and what transpired at it was widely reported in the Israeli Press, and a brief account was also broadcast on the radio.

ہیڈ کوارٹر کی نگرانی میں ہے۔ ربوہ کو یہ حوصلہ کیونکر ہوا کہ جس ملک کے ساتھ پاکستان کے سفارتی تعلقات نہیں ہیں اور وہ اس کے وجود کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس میں احمدیہ مشن قائم کرے۔

۳۔ یہ احمدیہ مشن کس غرض سے وہاں ہے۔ کیا ان یہودیوں میں تبلیغ اسلام مقصود ہے جو اسلام کا دل چیر کر عربوں کے قلب میں خنجر کی طرح ترازو ہو گئے ہیں۔ یا ان عرب مسلمانوں کو محمد عربی ؐ سے منحرف کر کے غلام احمد کا متبع بنانا مطلوب ہے جو بے قابو حالات کی بدولت اسرائیل میں رہ گئے ہیں۔

۴۔ قادیانیوں نے پہلی جنگِ عظیم میں برطانیہ کی فتح پر چراغاں کیا۔ بالخصوص بغداد کے سقوط پر جشن رچایا تھا۔ میرزا غلام احمد اور ان کے جانشین میرزا البشیر الدین محمود کی تحریروں میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ کیا یہ مشن اسی ذہن کے ساتھ کام نہیں کر رہا؟ ان کے نزدیک وہ تمام مسلمان کافر ہیں جو میرزا غلام احمد پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس مشن کا مقصد برطانوی سراغرسانی کی کسی فصل کا حصّہ تو نہیں؟ کیا اس کے سپرد اسرائیل کو اسلامی ملکوں سے سیاسی معلومات بہم پہنچانا ہے؟ آخر ایک پاکستانی مشن کو ایک مخصوص ماضی کے ساتھ ایک ایسی مملکت میں کام کرنے کی اجازت کیوں حاصل ہے جس کا وجود قلب اسلام میں ایک پھوڑا ہے۔

۵۔ کیا اس مشن کے قیام اور احمدیہ جماعت کے وجود سے عرب ملکوں میں ہمارے خلاف بدگمانی پیدا ہونے کا امکان نہیں؟

یقین ہے کہ ان معلومات کے بعد حکومت کو خوشی نہیں بلکہ رنج ہوگا۔

بقیہ : نورانی مجلسیں

انگریز کی نمک خواری کی، آج وہ حدیثِ رسولؐ پر زبانِ طعن دراز کر رہے ہیں۔ یہ لوگ کالجوں سے نکلتے ہیں تو ان کو ملازمت مل جاتی ہے اور جب اَن فِٹ (UNFIT) ہو جاتے ہیں تو ہمارے عوام کے لئے "مجتہد" بن بیٹھتے ہیں۔

قرآن اور حدیث کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے۔ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ــــ سارا قرآن پڑھ جائیں کہیں تفصیل نہ ملے گی۔ تفصیل احادیث کے اندر ہے اگر حدیث کو ہٹا دیا جائے تو قرآن کا سمجھنا محال ہے۔ حدیث بھی وحئ الٰہی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ٥ قرآن میں کہیں نہ ملے گا کہ فجر کی چار رکعتیں ہیں۔ دو فرض ہیں دو سنت، ظہر کی بارہ رکعتیں ہیں، عصر کی چار، عشاء کی سترہ یا فلاں نماز جہری ہے فلاں سِرّی ہے"۔

قرآن وحدیث کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ احادیث کی قطع و برید یا تنقیص کر کے امتِ محمدیہ کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالے۔ احادیثِ رسولؐ اور قرآنِ حکیم کی تشریحات اُن پاک نفوس نے ہمارے لئے کر کے ہم پر احسانِ عظیم فرمایا ـــــ جن کو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضِ صحبت حاصل ہوا۔ اُن کے بعد تابعین پھر تبع تابعین پھر اولیائے عظام اور علمائے کرام نے چودھویں صدی تک یہ صحیح تعلیمات پہنچائیں۔ ان برگزیدہ شخصیتوں کے بعد اگر کوئی لغت سے قرآن سمجھنے کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ لغو ہے۔ ان فتنوں سے بچو، علمائے ربانی کے ساتھ تعلق استوار کرو حضرتِ مدنیؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مولانا احمد علیؒ اس دور کے آخری قدسی نفوس تھے۔ یہ سب ایک ہی مقصد کے علمبردار تھے۔ ساری زندگی اسی راستے میں گذار دی۔ ان حضرات کا سارا وقت راہِ خدا میں صرف ہوا۔ تقریراً تحریراً دینِ محمدی کی اشاعت کرتے رہے جب وہ دنیا سے چلے گئے تو ان کی شمع کو روشن رکھنے والے وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے ان سے استفادہ کیا"۔

سورۂ فاتحہ بظاہر چند آیتوں پر مشتمل ہے لیکن اس کے مضامین کو پھیلا دیا جائے تو سارے مسائل نکل آتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھئے ــ کہ چھوٹی سی گٹھلی کے اندر پورا درخت پوشیدہ ہے جو بظاہر نظر نہیں آتا۔ گٹھلی کو زمین میں بو دیا جائے تو درخت نکل آئے گا پھر اس میں پھل پھول بھی آجائیں گے"۔

اللہ تعالےٰ منزّہ عن الخطاء ہے۔ سب خلقت کا پالنہار ہے، جاندار کا بھی، جمادات کا بھی، نباتات کا بھی، یکے بعد دیگرے پرورش کرنے والا ہے۔ ہم اگر کسی کی تعریف بھی کریں تو وہ حقیقتاً اللہ تعالےٰ ہی کی تعریف ہے۔ وہ کاریگر کتنے بڑے تھے جنہوں نے شاہی مسجد لاہور اور تاج محل آگرہ بنایا۔ لیکن ان کو ہاتھ کی طاقت اور نقش و نگار کی عقل کس نے دی۔ یہ عجائبات دراصل اللہ کی قدرت کے مظاہر ہیں ــ تعریفیں تو بے شک ہیں۔ مثلاً فلاں بھینس بڑا دودھ دیتی ہے۔ لیکن دودھ اور گوبر کو علیٰحدہ کرنے والا کون ہے؟

پھول اور کانٹے کی تخلیق ہی کو دیکھ لیجئے۔ پھول کی خوشبو سے فرحت ملتی ہے اور کانٹے کی چبھن سے تکلیف ہوتی ہے۔ تعریف اس ذات کی ہے جس نے یہ سب کچھ بنایا ہے ــــ ماں شفقت کی پتلی ہے۔ اللہ تعالےٰ کو اپنی مخلوق سے ماں باپ سے بھی بدرجہا زیادہ محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر جہنم کی سزا رکھی ہے تو وہ انسان کی اپنی خطاؤں کے باعث ہے نہ کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے ساتھ مخالفت ہے"۔

اللہ تعالیٰ مادرانہ رحمتوں کا بھی منبع ہے۔ کتیا کا بچہ بھی محبت اور شفقت سے پلتا ہے۔ اگر کبوتر کو بچے سے محبت نہ ہوتی تو وہ نہ پلتا۔ بلی کے بچے بھی شفقت سے پلتے ہیں ــ بچوں پر ماں باپ کی شفقت ہوتی ہے اور ماں باپ چل بستے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے وہ خود بچوں کی پرورش کرتا ہے۔

پہلے زمانے میں لوگ صبح اٹھ کر قرآن پڑھتے تھے۔ اب قرآن کی جگہ اخبار نے لے لی ہے۔ کسی کے ہاتھ میں "ڈان" ہے کسی کے ہاتھ میں "پاکستان ٹائمز" ہے آج کل لوگ ۸ بجے اٹھتے ہیں اخبار اور غسل خانے یا بیت الخلاء چلے گئے اور دونوں کام کرتے رہے۔ پہلے لوگ سحر کو جاگتے تھے، اللہ کے سامنے جھکتے تھے اور سورج نکلنے تک قرآن پڑھتے تھے۔ انگریز کے زمانے میں قرآن گونجتا تھا آج اخبار اور ریڈیو گونجتے ہیں۔

(باقی باقی)

متحدہ اسلامی محاذ پاکستان کی قراردادیں

تعزیت

متحدہ اسلامی محاذ کا یہ اجتماع نواب آف بہاولپور کی موت کو عظیم المیہ قرار دیتا ہے۔ مرحوم نے بہاولپور ریاست میں اسلام۔ اسلامی علوم اور اسلامی شعائر کی حفاظت کی۔ مساجد کی تنظیم آئمہ مساجد کے مشاورات اور دیگر اخراجات کی باقاعدہ کفالت کی۔

ایام حج میں ملازمین ریاست کو حج کے لئے بانتخواہ رخصت دی جاتی تھی۔ ان کے دور حکومت میں ریاست بہاولپور کے اندر اسلام کو ملک کے دوسرے حصوں کے مقابلہ میں امتیازی مقام حاصل تھا۔ آپ نے اپنی ریاست کے حدود سے باہر بھی بڑے بڑے اسلامی اداروں کو مالی امداد دے کر کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

آپ کے دور حکومت میں ریاست بہاولپور میں مرزائیوں سے متعلق تاریخی عدالتی فیصلہ ہوا تھا۔ جو انہیں دنیا تک نواب صاحب مرحوم کی یاد تازہ کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

یہ اجلاس دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے۔

(۲) بااختیار اسلامی کونسل

متحدہ اسلامی محاذ کا یہ اجتماع مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل با اختیار اسلامی کونسل تجویز کرتا اور اس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ اسلامی ابقا کو نافذ کرنے اور عائلی قوانین۔ مخلوط تعلیم اور خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ منکرات کو بند کرنے کے لئے مناسب طریق کار اور پروگرام پر غور کرے اس کونسل کی تعداد اور ارکین کا فیصلہ داعیان کنونشن پر چھوڑا جاتا ہے۔ جو اپنے ساتھ دو اور اصحاب کو شامل کر کے باہمی شوریٰ سے اس کا فیصلہ کریں۔

اجلاس کے آخر میں صدر اجلاس شیخ حسام الدین صاحب نے مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل بااختیار اسلامی کونسل کا اعلان فرمایا ایک رکن کا بعد میں اعلان کیا جائے گا۔

(۳) ارکان اسلامی کونسل

یہ طے پایا کہ با اختیار اسلامی کونسل کے کل تیرہ ممبر ہوں گے جن میں سے بارہ حضرات مندرجہ ذیل منتخب کئے گئے۔

(۱) شیخ حسام الدین صاحب صدر مجلس احرار اسلام پاکستان۔
(۲) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قائد جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(۳) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان۔
(۴) شیخ بشیر احمد صاحب اوکاڑہ
(۵) حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔
(۶) حضرت مولانا حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی تنظیم اہل حدیث۔
(۷) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام شمالی پنجاب۔
(۸) حضرت مولانا قائم الدین صاحب تنظیم اہل سنت پاکستان۔
(۹) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد۔
(۱۰) حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان مرکزی۔
(۱۱) حضرت مولانا نور محمد صاحب سجاول ٹھٹھہ سندھ
(۱۲) حضرت مولانا حکیم عبدالرحمٰن صاحب گوجرانوالہ۔

(۴) بلا واسطہ انتخابات

متحدہ اسلامی محاذ کا یہ کنونشن موجودہ نظام حکومت جو بالواسطہ انتخاب کے ذریعہ قائم ہوا ہے۔ نہ صرف یہ کہ رشوت و بدعنوانی ختم نہ کر سکا اس سے عوامی مشکلات بھی حل نہیں ہو سکیں اور اسلامی اقدار کے نفاذ قطعاً ناکامی ہوئی ہے جس سے پاکستان جیسے اسلامی ملک میں سخت اضطراب کا ہونا لازمی ہے۔

بنا بریں یہ اجلاس اعلان کرتا ہے۔ کہ ملک میں عوامی رائے کے مطابق داخلہ و خارجہ سیاست کو بروئے کار لانے اور پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی جمہوریہ بنانے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ بلاواسطہ عوامی رائے کے ذریعہ ملک میں نظام حکومت قائم کیا جائے تاکہ جمہوری اقدار اور اسلامی احکام کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔

محرک حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی
مؤید ڈاکٹر عبدالفتاح سکھر
مزید تائید مولانا حبیب اللہ صاحب فاضل منٹگمری

(۵) اوقاف و علماء دین

یہ اجلاس محکمہ اوقاف مغربی پاکستان کو ملک و ملت کے مفاد کے لئے نہ صرف یہ کہ مفید نہیں بلکہ انتہائی ضرر رساں تصور کرتا ہے اوقاف کی جائیدادوں پر جو مسلمانوں نے صرف متعلقہ مساجد و مقابر کی خدمت اور دین کی اشاعت کے لئے وقف کی تھیں ان پر محکمہ نے بدعنوانی روکنے کے بہانے قبضہ کر لیا۔ مگر محکمہ صرف اہل کاروں اور دفاتر پر تقریباً چونتیس لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کرتا ہے جب کہ تعمیر و ترمیم پر تقریباً ۸ لاکھ اور خطباء ائمہ مساجد مؤذنین وغیرہم کے مشاہروں پر تقریباً چودہ لاکھ سالانہ خرچ ہوتے ہیں۔ یہ طریق کار اوقاف کی جائیداد کو بالکل ناجائز اور غلط صرف کرنے کے مترادف ہے۔ اور اب محکمہ نے منبر و محراب پر پابندیاں لگا کر صریح مداخلت فی الدین کا ارتکاب کیا ہے۔

مزید یہ کہ اب اس نے علماء کرام اور خطباء عظام کو غلط رپورٹوں کا سہارا لے کر معزول کرنے کا دل آزار اور علم دشمنی کا مشغلہ شروع کر دیا ہے۔ حال ہی میں راولپنڈی کے مولانا غلام اللہ۔ لاہور کے مولانا غلام مرشد ملتان کے ڈسٹرکٹ خطیب مولانا منظور احسن صاحب کو مری مسجد مال روڈ کے مولانا محمد رفیق صاحب بہاولنگر رینالہ خورد کے مولانا غلام مصطفٰے صاحب کو۔ نواب شاہ کی شاہی مسجد مارکیٹ سے مولانا عبدالشکور صاحب کو۔ میرپور خاص کی جامع مسجد سے مولانا حکیم محمد صالح صاحب کو معزول کر دیا گیا ہے۔ اور اس سے سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں سمجھا جا سکتا کہ حکومت بے باک اور سرکاری پالیسی کے مخالف علماء کو ہٹا کر ایک خاص ذہن کی آبیاری کر رہی ہے۔ اس صورت حال کا آخری نتیجہ عامۃ المسلمین کے درمیان شدید منافرت اور تصادم کے خطرات کو قریب کرتا ہے۔ جو ملک وملت کے مفاد کے لئے کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا۔ پاکستان کی مذہبی جماعتوں کا یہ کنونشن محکمہ اوقاف کے ان حرکات کی مذمت کرتا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ اس بے ضرورت محکمہ کو ختم کر دیا جائے۔ اور کہ تمام علماء و خطباء کے خلاف ان غلط اقدامات کو فوراً واپس لے کر عوامی اضطراب کو دور کرے۔

(۶) عائلی قوانین

سابقہ حکومتوں نے عائلی قوانین کی رپورٹ کو طاق نسیاں میں رکھ دیا تھا۔ فوجی انقلاب کے بعد انقلابی حکومت نے ان قوانین کو فوراً نافذ کر دیا۔ جس کے خلاف ملک بھر کے علماء

نے زبردست احتجاج کیا حکومت نے ان قوانین کو اسلام کا صحیح مفہوم و مدلول سمجھ کر پیش کیا۔ عوامی احتجاج کے بعد اعلان کیا گیا۔ کہ یہ قوانین کوئی وحی آسمانی نہیں ہے۔ قومی اسمبلی ان کو درست کر سکتی ہے۔ جب یہ احتجاج کیا گیا کہ خود حکومت نے کیوں قومی اسمبلی کا انتظار کئے بغیر ان کو نافذ کر دیا۔ تو جواب دیا گیا کہ عورتوں کے اصرار سے ایسا کیا گیا۔

اس کے بعد صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان نے سفارش کی کہ ان کو منسوخ کیا جائے۔ اس پر کان نہ دھرا گیا۔ اور جب قومی اسمبلی میں یہ قوانین زیر بحث آئے تو سرکاری پارٹی نے ان قوانین کو بحال رکھا مگر عوامی دباؤ کے تحت یا بعض ارکان اسمبلی کی خاطر ایک سب کمیٹی مقرر کر دی کہ یہ عائلی قوانین میں شرعی ترمیمات کا مسودہ تیار کر کے قومی اسمبلی میں پیش کرے۔

لیکن جب حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی موجودگی میں سب کمیٹی نے مسودہ تیار کر لیا تو قائد ایوان عبدالصبور خان نے ڈھاکہ میں اس مسودہ کے گم ہو جانے کا اعلان کیا۔ جب سب کمیٹی نے دوبارہ تکلیف برداشت کر کے مسودہ تیار کیا تو بجائے اس کے کہ اس کو وعدہ کے مطابق اجلاس میں پیش کر کے پاس کر دیا جاتا۔ عائلی قوانین کو اسلامی مشاورتی کونسل کے حوالے کر دیا گیا۔ اور تین ماہ میں رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا گیا۔ مگر ڈیڑھ سال تک اسلامی مشاورتی کونسل نے رپورٹ پیش نہ کی۔ صدارتی انتخاب کے وقت صدر مملکت عائلی قوانین اور سارے آئین کو اسلامی بنانے کا وعدہ کرتے رہے۔

مگر معاملہ اب تک وہیں کا وہیں ہے۔ اور مسلسل آٹھ سال تک قرآن کے صریح احکام کے خلاف یہ قوانین زبردستی مسلمانوں پر ٹھونسے رکھے گئے یہ رویہ کسی اسلامی حکومت کے شایان شان نہیں ہو سکتا۔

متحدہ اسلامی محاذ کا یہ کنونشن حکومت پر واضح کرتا ہے کہ یہ قوانین کسی طرح برداشت نہیں کئے جا سکتے۔ اگر اسلامی مشاورتی کونسل کی رپورٹ میں اسلامی کی ذرا بھی مخالفت ہوگی۔ اہل اسلام اس کو پائے استحقار سے ٹھکرا دینگے۔

محرک۔ مولانا سید گل بادشاہ صاحب
مؤید۔ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب

(۷) توسیع متحدہ اسلامی محاذ

متحدہ اسلامی محاذ کا یہ عمومی اجلاس یہ طے کرتا ہے۔ کہ محاذ میں شریک جماعتیں ہر ضلع میں آپس میں مل کر متحدہ اسلامی محاذ کی شاخیں قائم کریں۔ اور ضلعی سطح پر محاذ کا باقاعدہ انتخاب بھی عمل میں لے آئیں۔

تاکہ مرکزی محاذ کی ہدایات پر ملک بھر میں باقاعدگی سے عمل ہوتا رہے۔ اور منظم صورت میں دین کی سربلندی کے لئے کام کرنے میں سہولت ہو۔

(۸) مغربی تہذیب

یہ اجلاس حکومت پاکستان کے اس طرز عمل پر کہ ایک طرف اس کے ذمہ دار ملک میں اسلامی اقدار، اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب کو اپنانے پر زور دے رہے ہیں۔ دوسری طرف حکومت مخلوط تعلیم رقص و سرود۔ شراب، سود۔ خاندانی منصوبہ بندی ورائٹی شو۔ اور مختلف جشنوں کے ذریعے اسلامی قدروں کو پامال کر رہی ہے۔ متحدہ اسلامی محاذ کا یہ اجلاس حکومت پر واضح کرتا ہے۔ کہ عوام وخواص اب اس دورنگی کے فریب میں نہیں آ سکتے۔ حکومت اسلام کے معاملے میں اپنی پوزیشن صاف کرے دورخی پالیسی کو ختم کر کے اسلام سے وفاداری کا ثبوت دے۔ ورنہ موجودہ طرز عمل نہ صرف اس کے وقار کو دھکا لگائے گا۔ بلکہ ملک و ملت کے تحفظ واستحکام کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا سخت اندیشہ ہے

محرک۔ حکیم عبدالرحمٰن صاحب گوجرانوالہ
مؤید۔ مولانا حکیم مختار احمد صاحب الحسینی لاہور

(۹) ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب الحاد

متحدہ اسلامی محاذ کے اس اجتماع کی نظر میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے بیانات اور اسلام سے متعلق ان کی ہرزہ سرائیاں عامۃ المسلمین کیلئے ناقابل برداشت ہیں۔

ڈاکٹر صاحب اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کراچی کی وساطت سے تحریف فی الدین کی مسلسل تحریک چلا رہے ہیں کبھی شراب کو حلال اور سود (ربوا) کو جائز قرار دیتے ہیں کبھی زکوٰۃ کی شرح میں اضافہ اور کبھی حدود کی قطعی متعین سزاؤں کے غیر تبدیل ہونے کا انکار۔ غرضیکہ اسلام کے قطعیات کے خلاف بیانات دے کر عامۃ المسلمین کے مذہبی جذبات کو مجروح کر رہے ہیں۔ یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ ڈاکٹر صاحب کو اسلامک ریسرچ کے اس ادارہ سے نیز اسلامی مشاورتی کونسل کی رکنیت اور سیکرٹری شپ سے الگ کر دے اگر حکومت ان حالات وکوائف کو دیکھ کر بھی انہیں علیحدہ نہیں کرے گی۔ عامۃ المسلمین یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ حکومت خود احکام اسلام میں تحریف کرنے کی فاسد غرض کی تکمیل کے لئے ڈاکٹر صاحب جیسے لوگوں کو آلۂ کار بنا رہی ہے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہو تو حکومت پر واضح کیا جاتا ہے کہ مسلمانان پاکستان قطعاً تحریف کو برداشت نہیں کریں گے۔ اور اس طرح جو الجھاؤ پیدا ہو گا خود حکومت اس کی ذمہ دار ہو گی۔

(۱۰) کشمیر

متحدہ اسلامی محاذ کا یہ کنونشن کشمیری مسلمانوں کی آزادی کی مکمل حمایت کرتا اور ان کو تعاون کا یقین دلاتا ہے۔

یہ اجلاس بھارتی حکومت کے انسانیت سوز مظالم کو جو وہ مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں پر ڈھا رہی ہے اس کے جنگ جویانہ عزائم کا آئینہ دار و غماض تصور کرتے ہوئے اس کو متنبہ کرتا ہے کہ اس کا یہ رویہ اس کی تباہی اور بھارتی عوام کی دائمی پریشانی کا سبب بن سکتا ہے۔ یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ شراب۔ خاندانی منصوبہ بندی اور دیگر عیاشانہ مصارف کو ختم کر کے دفاعی ضرورتوں کی طرف پوری توجہ مبذول کرے۔

(۱۱) روس اور امریکہ

متحدہ اسلامی محاذ کا یہ کنونشن حکومت روس کے اس طرز عمل کو روس جیسی عظیم طاقت کے شایان شان نہیں سمجھتا کہ ایک طرف وہ تاشقند اعلان کے ذریعہ پاکستان وبھارت میں مصالحت اور قیام امن کا کوشاں نظر آتا ہے۔ دوسری طرف وہ بھارت کو کثیر تعداد میں اسلحہ مہیا کر کے اپنی پوزیشن کو مشکوک قرار دیتا ہے۔

یہ اجلاس امریکہ کی بھارت نواز پالیسی کو اس کے مواعید کے خلاف اور اس کی بین بدنامی کا اصلی سبب تصور کرتا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوراً سیٹو اور سینٹو کے معاہدات سے الگ ہو جائے۔

امان گڑھ میں درس قرآن حکیم

ہر انگریزی مہینے کے پہلے اور تیسرے جمعۃ المبارک کو نماز عصر کے بعد جناب حاجی غلام دستگیر صاحب کے بنگلہ واقع آدم جی پیپر بورڈ ملز امان گڑھ نزد نوشہرہ صدر ضلع پشاور پر پندرہ روزہ درس قرآن حکیم انجمن خدام الدین شاخ نوشہرہ صدر کے زیر اہتمام منعقد ہوا کرے گا۔ مہینے کے پہلے جمعہ کو حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم کیمبل پور اور تیسرے جمعہ کو حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم اکوڑہ خٹک درس قرآن حکیم دیا کریں گے۔ تمام مسلمانوں سے شرکت کی درخواست ہے۔

المعلن
احمد عبدالرحمٰن صدیقی ناظم اعلیٰ انجمن خدام الدین نوشہرہ صدر

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب اٹک کینٹ

مبلغ

درسِ قرآن

منعقدہ ۷ مارچ ۱۹۶۶ء

مرتبہ محمد عثمان غنی

۔قرآن فرماتا ہے تم خبیث مال مت لو۔ تم نے بڑی محنت کی ہے یہ خبیث مال لینے کے لئے۔ تم نے ڈھنگ لگائے، یتیم کا مال ضایع کیا، تم نے غلط گرداوری کے خسرے بنوائے، تم نے پٹواریوں کو رشوت دی، تم نے غلط مقدمے بنائے۔ کس لئے بنائے؟ اتنی محنت کی خبیث مال لینے کے لئے۔ اللہ کے بندے! یتیم کا مال کھاتے ہو محنت کے ساتھ، حرام لیتے ہو محنت کے ساتھ، اسے کہتے ہیں باطنی نجاست۔ اس ضمن میں میں ایک حدیث عرض کر رہا تھا کہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم پیشاب کے لئے بیٹھو تو کیا کہو؟ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ط۔ تعلیم دی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنی پیاری تعلیم ہے حضورِ انور کے نقشِ پا پر بھی اگر ہماری جانیں قربان ہو جائیں تو وہ بھی کم ہیں۔ فرمایا یہ دعا کیا کرو کہ اے میرے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں خباثتوں سے اور خبیث چیزوں سے جو مجھے نظر نہیں آتیں۔ عموماً جہاں پر پیشاب پاخانہ کیا جاتا ہے وہاں پر جنات کے ڈیرے ہوتے ہیں، خبیث چیزوں کے، بدروحوں کے۔ تو فرمایا کہ تم وہاں جب پیشاب کے لئے بیٹھو گے تو اس دعا کے کرنے سے تم ان کے حملوں سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ امّت کا وہاں بھی فکر ہے کہ میری امّت کسی خطرے میں نہ پڑے۔

اس لئے خبیث، کہتے ہیں میرے بھائیوں باطنی نجاست کو۔ تو یتیم کا مال بظاہر نوٹوں کی شکل میں ہو، کھیت کی شکل میں ہو، چارپایوں کی شکل میں ہو وہ تو بظاہر نجس معلوم نہیں ہوتا پاک معلوم ہوتا ہے لیکن اندر جو خبیث ہے۔ فرمایا تم یہ تکلّف بڑی محنت کے ساتھ گندہ مال مت لو پاک مال کو چھوڑ کر اپنے مال کو چھوڑتے ہو اور خبیث مال لیتے ہو اور یوں بھی مت کرو وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا ۝ اور مت کھاؤ تم یتیموں کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر بے شک یہ تو بہت بڑا وبال ہے۔ یہ وبال تم اپنے گھر میں لے آئے؟

یتیم کے مال کو تم نے اپنے مال میں شریک کر لیا، یتیم کے حق کو ضائع کر دیا اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا ۝ یہ تو بہت بڑا وبال تم نے اکٹھا کر لیا۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اور اگر ڈرو تم، تمہیں خوف محسوس ہو اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی کہ تم یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے یا تم یتیم لڑکوں اور لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے، تم یتیم بچوں کے ساتھ اچھی طرح گذارہ نہ کر سکو گے ـــــ یہ تعددِ ازدواج کا مسئلہ ہے ـــــ فَانْکِحُوْا۔ پس تم نکاح کر لو مَا طَابَ لَکُمْ جو پاکیزہ ہوں تمہارے لئے از روئے شریعت، یہاں طبعی پاکیزگی نہیں ہے، بلکہ طَابَ لَکُمْ جو عورتیں بہتر ہوں تمہارے لئے شرعی اعتبار سے مِنَ النِّسَآءِ عورتوں میں سے مَثْنٰی دو دو، وَثُلٰثَ تین تین، وَرُبٰعَ اور چار چار۔ یہ مسئلہ ہے تعدّدِ ازدواج کا جس پہ یورپ نے بڑی لے دے کی، پھر ہم بھی لگ پڑے۔ جو کوئی بات وہاں سے چلے ہم بھی شروع ہو جاتے ہیں ہم یہ نہیں سوچتے کہ ہمارا دین ہمارے لئے ہے ان کو کیا ہے کہ وہ ہمارے دین میں دخل دیں۔ ان کے ہاں کی رسوم، ان کے ہاں کے جو مذہبی نظریات ہیں، ہم نے کبھی ان کو نہیں چھیڑا نہ ہم اپنا حق سمجھتے ہیں لیکن یورپ یا امریکہ یہودی اور عیسائی ہمیشہ ہمارے دین میں دخل دیتے ہیں۔ آپ تو لکھے پڑھے دوست ہیں آپ کو معلوم ہی ہو گا کہ اب تو یہودیوں نے باقاعدہ محکمے قائم ہیں استشراق کی صورت میں۔ "مستشرق" ان عیسائیوں کو کہتے ہیں جنہوں نے کچھ تھوڑا بہت اسلامی علمِ دین پڑھ لیا، کچھ تھوڑی بہت عربی جان لیتے ہیں، مشرقی زبانیں سمجھ لیتے ہیں فارسی، اردو، عربی تو وہ پھر ہمارے دین پر تصنیفیں کرتے ہیں اور نام ان کے رکھتے ہیں دینی کتابیں دینی عنوان رکھتے ہیں، سیرت النبیؐ نام رکھ دیا، قرآن کا ترجمہ لکھ دیا، کوئی حدیث کا ترجمہ لکھ دیا۔ پھر ہمارے بھائی ان کو پڑھتے ہیں یعنی مولانا مدنی رح کی کتابیں نہیں پڑھتے حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ کی کتابیں نہیں پڑھتے حضرت تھانویؒ کی کتابیں نہیں پڑھتے، حضرت لاہوریؒ کی کتابیں نہیں پڑھتے، حضرت رائپوریؒ کے مواعظ نہیں پڑھتے یا اور کسی مسلمان اللہ والے کی کتابیں نہیں پڑھتے مثلاً داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو نہیں پڑھتے۔ کس کتاب کو پڑھتے ہیں؟ جو یورپ سے ہو کر آئے۔ "اجی فلاں بڑا اچھا آتھر ہے"۔ "کیا کرتا ہے؟" "اس نے تو بڑا کمال کر دیا، قرآن کا ترجمہ لکھا ہے دل باغ باغ ہو گیا ہے" یعنی قرآن کو بھی ہم انگریزی میں پڑھنا چاہتے ہیں حالانکہ قرآن تو بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عربی زبان کو کم از کم تین وجہوں سے پسند کرو۔ (۱) اَنَا عَرَبِیٌّ۔ خود میں عربی ہوں (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) (۲) وَلِسَانُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَرَبِیٌّ اور جنتیوں کی بولی بھی عربی ہے۔ (۳) وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ اور قرآن بھی عربی میں ہے۔ کم از کم ان تین باتوں کا تو خیال رکھو۔ لیکن ہم نے کہا ہم ان تینوں باتوں کو کیا کریں؟ صاحب کی بولی جو انگریزی ہے، ہم تو صاحب کی طرف جائیں گے نہ کہ اللہ کے نبی کی طرف۔ (اللہ ہمیں سمجھ نصیب فرمائے کہ ہم دین کی باتوں کو سمجھیں)

علماء نے انگریزی پڑھنے سے نہیں روکا، یہ علماء پر غلط الزام ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ علماء نے کہا تھا انگریزی نہ پڑھو، غلط کہتے ہیں، الزام دیتے ہیں علماءِ کرام کو۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں ان کا فتاویٰ اٹھا کر دیکھ لیجئے، جوں ہی انگریز ہندوستان میں آیا، ابھی تک یہ باتیں بنی ہی نہیں تھیں، انہوں نے اس وقت بھی فتویٰ دیا کہ انگریزی زبان کا سیکھنا ضروری ہے مسلمان کے لئے۔ وہ تو بڑے صاحب بصیرت تھے۔ ہماری نظریں زمین پہ ہیں ان کی نظریں آسمان پہ بھی ہوتی ہیں وہ تو جو کچھ کہتے ہیں بڑی سوچ سمجھ کے بعد کہتے ہیں اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ ط فرمایا کہ مومن کی فراست سے بچو، وہ جو کچھ کہتا ہے اللہ کے حکم کی روشنی میں کہتا ہے۔ علماءِ اسلام نے کبھی نہیں کہا کہ انگریزی مت پڑھو لیکن یہ کہا ہے کہ انگریزی پڑھو، انگریزی دین مت قبول کرو زبان جب آتی ہے تو وہ دین آجاتا ہے اور عموماً آجاتا ہے۔ ترکوں نے لاطینی زبان کو قبول کیا تو ساتھ لادینی بھی آگئی ـــــ لاطینی

آئی تو لادینی بھی آگئی۔ اب دیکھیں ترکی میں کلمہ پڑھنے والے تھوڑے سے لوگ ملتے ہیں — لکھا ہوا کلمہ — زبانی ممکن ہے آتا ہو — میں نے ایک دوست سے سنا ہے ممکن ہے یہ بات غلط ہو۔ نسیم حجازی کی طرف انہوں نے نسبت کی کہ نسیم حجازی جب ترکی وغیرہ کی سیاحت کے لئے گئے تو یہ شاہی مہمان تھے۔ تو وہاں یہ لوگ مولانا جلال الدین رومی (المعروف مولانا روم) کے مزار پہ قونیہ میں زیارت کے لئے پہنچے۔ ان کی قبر کا جو لوحِ مزار ہے اس پہ قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں اور شاید کچھ فارسی کے اشعار ہوں گے مثنوی وغیرہ کے — ان لوگوں کے ساتھ حکومت ترکیہ کی طرف سے جو سرکاری راہبر تھا اس کو نسیم حجازی صاحب نے کہا جناب یہ ذرا پڑھیں تو کیا لکھا ہے؟ اس نے کہا میں تو نہیں پڑھ سکتا یہ کیا لکھا ہے۔ مولانا روم کا مزار سرکاری تحویل میں ہے لیکن ایک ترک نوجوان جو حکومت کے بہت بڑے عہدے پر فائز ہے وہ لوحِ مزار کی عربی عبارات نہیں پڑھ سکتا۔ آخر یہی تو لکھا ہوگا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط یا یہ ہوگا کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط معلوم ہوتا ہے لاطینی زبان نے عربی زبان کے تصور کو بھی ترکوں کے دلوں سے نکال دیا — میں خود تو نسیم صاحب سے نہیں ملا ہوں لیکن جن صاحب نے یہ واقعہ مجھے بتایا انہوں نے بڑے وثوق سے بتایا اور کہا کہ نسیم حجازی صاحب نے خود ان کو یہ سنایا۔ نسیم حجازی صاحب زندہ ہیں آپ خود ان سے پوچھ سکتے ہیں۔ یہ باتیں معمولی نہیں ہوتیں میرے بزرگو، ہمارے اکابر، علماءِ حق جو کچھ فرماتے ہیں وہ ہمارے فائدے کے لئے فرماتے ہیں۔ ان کو ہمارے ساتھ کیا عناد ہے؟ کوئی دشمنی ہے؟ وہ تو اس دل کو لے کر آتے ہیں جو جناب محمد رسول اللہ کا دلِ رحمت ہے تاکہ امت گمراہ نہ ہو جائے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ایک جگہ کہ میں نے کئی مرتبہ رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ اے اللہ! اگر میرے ایک وجود کے جہنم میں جانے سے امتِ محمدیہ جہنم سے بچ سکتی ہے تو مجھے قربان کردو — اٹھا کر دیکھو مکتوبات مدنی کو — وہ تو اس حد تک کے اونچے لوگ ہوتے ہیں، امت کے لئے دن رات دعائیں کرتے ہیں۔ تو میرے دوستو اور بزرگو وہ جو کچھ سوچتے ہیں ہمارے فائدے کے لئے ہی سوچتے ہیں نہ کہ ہمارے نقصان کے لئے۔

(باقی باقی)

بقیہ: نبوت کا ثبوت

کے بھی صحیح اور معتبر حالات آج کہیں نہیں ملتے یہ بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کس زمانے میں پیدا ہوئے؟ کہاں پیدا ہوئے؟ کیا کام انہوں نے کئے؟ کس طرح زندگی بسر کی؟ کن باتوں کی تعلیم دی اور کن باتوں سے روکا؟ یہی ان کی موت ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں کیونکہ ان کی تعلیم و ہدایت زندہ ہے، جو قرآن انہوں نے دیا تھا وہ اپنے اصلی الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ اس میں ایک حرف، ایک نقطہ، ایک زیر و زبر کا بھی فرق نہیں آیا، ان کی زندگی کے حالات، ان کے اقوال، ان کے افعال سب کے سب محفوظ ہیں اور تقریباً چودہ سو برس گذر جانے کے بعد بھی تاریخ میں ان کا نقشہ ایسا صاف نظر آتا ہے کہ گویا ہم خود آنحضرتؐ کو دیکھ رہے ہیں، دنیا کے کسی شخص کی زندگی بھی اتنی محفوظ نہیں جتنی آنحضرتؐ کی زندگی محفوظ ہے، ہم اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں ہر وقت آنحضرتؐ کی زندگی سے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد کسی دوسرے پیغمبر کی ضرورت نہیں۔

ایک پیغمبر کے بعد دوسرے پیغمبر آنے کی صرف تین وجہیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) یا تو پہلے پیغمبر کی تعلیم و ہدایت مٹ گئی ہو اور اس کو پھر پیش کرنے کی ضرورت ہو۔

(۲) یا پہلے پیغمبر کی تعلیم مکمل نہ ہو اور اس میں ترمیم یا اضافہ کی ضرورت ہو،

(۳) یا پہلے پیغمبر کی تعلیم ایک خاص قوم تک محدود ہو اور دوسری قوم یا قوموں کے لئے دوسرے پیغمبر کی ضرورت ہو۔

یہ تینوں وجہیں اب باقی نہیں رہیں۔

(۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت زندہ ہے اور وہ ذرائع پوری طرح محفوظ ہیں جن سے ہر وقت یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ حضورؐ کا دین کیا تھا؟ کیا ہدایت لے کر آپ آئے تھے، کس طریقِ زندگی کو آپ نے رائج کیا اور کن طریقوں کو آپ نے مٹانے اور بند کرنے کی کوشش فرمائی۔ پس جب کہ آپ کی تعلیم و ہدایت مٹی ہی نہیں تو اس کو از سرِ نو پیش کرنے کے لئے کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) آنحضرتؐ کے ذریعہ سے دنیا کو اسلام کی مکمل تعلیم دی جا چکی ہے اب نہ اس میں کچھ گھٹانے بڑھانے کی ضرورت ہے اور نہ کوئی ایسا نقص باقی رہ گیا ہے جس کی تکمیل کے لئے کسی نبی کے آنے کی حاجت ہو، لہٰذا دوسری وجہ بھی دور ہوگئی

(۳) آنحضرتؐ کو کسی خاص قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور تمام انسانوں کے لئے آپ کی تعلیم کافی ہے لہٰذا اب کسی خاص قوم کے لئے الگ نبی آنے کی بھی ضرورت نہیں ہے اس طرح تیسری وجہ بھی دور ہوگئی۔ اسی بنا پہ آنحضرتؐ کو خاتم النبیینؐ کہا گیا ہے۔ یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والا، اب دنیا کو کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو آنحضرتؐ کے طریقہ پر خود چلیں اور دوسروں کو چلائیں۔ آپؐ کی تعلیمات کو سمجھیں ان پر عمل کریں اور دنیا میں اس قانون کی حکومت قائم کریں۔

بقیہ: مجلس ذکر

اس کے پاس آکر بیٹھ جاتے تو ہوا اس کو بھی چلی جائے گی — اسی طرح نیک لوگوں کے ساتھ گنہگار اور بد لوگ بھی بخشے جاتے ہیں۔ آپ اپنے آپ کو اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ رکھیں ان کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی انعامات سے نوازا جائے گا۔

حضرتؒ نے ذاتی طور پر ذاکروں کے لئے ذکر کا انتظام فرمایا۔ لوگوں کی ہدایت کے لئے صبح قرآن کا درس شروع کیا۔ دینی رسائل لکھے، لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے دینی مدارس بنوائے۔ قرآن و حدیث کی اشاعت کے لئے مساجد بنوائیں۔ اور ان میں درس شروع کروائے۔

اب ہم پر بھی فرض ہے کہ ہم اپنے گھروں میں ذکر و عبادت کریں، دینی تعلیم حاصل کریں۔ اپنے بیوی بچوں کو دین کی طرف لگائیں۔ روٹی کمانا سکھانے کے علاوہ ان کو دینی تعلیم بھی سکھائیں۔ نمازی بنائیں، کسی اللہ والے عالم دین کی صحبت میں گاہے بگاہے لے کر جاتے رہیں۔ کیونکہ نیک اور متقی لوگوں کے ساتھ تعلق کی وجہ سے آپ کو اپنے فرائض کا علم ہو اللہ کا خوف پیدا ہوگا، نیکی کی رغبت حاصل ہوگی۔ اور نیکوں کا ساتھ آپ کی نجات کا ذریعہ بنے گا۔ (اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق دے آمین)

بقیہ: خطبہ جمعہ

ہو گئے تو ازواج مطہرات کو بھی خیال آیا کہ ہم کیوں نہ آسودہ ہوں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مل کر حضورؐ سے زیادہ نفقہ کا مطالبہ شروع کیا۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے" وھن حولی یطلبنی النفقہ" اور بخاری کے ابواب المناقب میں ہے" وحولہ نسوۃ یکلمنہ ویستکثرنہ" اس پر ابوبکرؓ نے عائشہؓ کو اور عمرؓ نے حفصہؓ کو ڈانٹ بتلائی۔ آخر ازواج نے وعدہ کیا کہ آئندہ ہم آپؐ سے اس چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی جو آپؐ کے پاس نہیں ہے۔ پھر بھی رفتار واقعات کی ایسی رہی جس سے آپ کو ایک ماہ کے لئے ازواج سے "ایلاء" کرنا پڑا۔ تا آنکہ آیۂ تخییر نے جو "احزاب" میں ہے نازل ہو کر اس قصہ کا خاتمہ کر دیا۔ اس درمیان میں کچھ واقعات اور بھی پیش آئے جس سے حضورؐ کی طبع مبارک پر گرانی ہوئی۔ اصل یہ ہے کہ ازواج مطہرات کو جو محبت اور تعلق حضورؐ کے ساتھ تھا۔ اس نے قدرتی طور پر آپس میں ایک طرح کی کش مکش پیدا کر دی تھی۔ ہر ایک زوجہ کی تمنا اور کوشش تھی کہ وہ زائد از زائد حضورؐ کی توجہات کا مرکز بن کر دارین کی برکات و فیوض سے متمتع ہو۔ مرد کے لئے یہ موقع تحمل اور تدبر اور خوش اخلاقی کے امتحان کا نازک ترین موقع ہوتا ہے۔ مگر اس نازک موقع پر بھی حضورؐ کی ثابت قدمی ویسی ہی غیر متزلزل ثابت ہوئی جس کی توقع سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت سے ہو سکتی تھی۔ آپؐ کی عادت تھی کہ عصر کے بعد سب ازواج کے ہاں تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے جاتے۔ ایک روز حضرت زینبؓ کے ہاں کچھ دیر لگی۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے شہد پیش کیا تھا۔ اس کے نوش فرمانے میں وقفہ ہوا۔ پھر کئی روز یہ معمول رہا۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ نے مل کر تدبیر کی کہ آپؐ وہاں شہد پینا چھوڑ دیں۔ آپؐ نے چھوڑ دیا۔ اور حفصہؓ سے فرمایا کہ میں نے زینبؓ کے ہاں شہد پیا تھا مگر اب قسم کھاتا ہوں کہ پھر نہیں پیوں گا۔ نیز یہ خیال فرما کر کہ زینبؓ کو اس کی اطلاع ہو گی تو خواہ مخواہ دلگیر ہوں گی حفصہؓ کو منع کر دیا کہ اس کی اطلاع کسی کو نہ کرنا۔ اسی طرح کا ایک قصہ ماریہ قبطیہ کے متعلق (جو آپ کے بطن سے تھی جن کے بطن سے صاحبزادے ابراہیم تولد ہوتے) پیش آیا۔ اس میں آپؐ نے ازواج کی خاطر قسم کھا لی کہ ماریہ کے پاس نہ جاؤں گا۔ یہ بات آپؐ نے حضرت حفصہؓ کے سامنے کہی تھی اور تاکید کر دی تھی کہ دوسروں کے سامنے اظہار نہ ہو۔ حضرت حفصہؓ نے ان واقعات کی اطلاع چپکے سے حضرت عائشہؓ کو کر دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ اور کسی سے نہ کہنا۔ حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے مطلع فرما دیا۔ آپؐ نے حفصہؓ کو جتلایا کہ تم نے فلاں بات کی اطلاع عائشہؓ کو کر دی۔ حالانکہ منع کر دیا تھا۔ وہ متعجب ہو کر کہنے لگیں۔ کہ آپ سے کس نے کہا۔ شاید عائشہؓ کی طرف خیال گیا ہو گا۔ حضورؐ نے فرمایا "نبانی العلیم الخبیر" یعنی حق تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی۔ ان ہی واقعات کے سلسلے میں یہ آیت نازل ہوا۔

حلال کو اپنے اوپر حرام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کو عقیدۃً حلال و مباح سمجھتے ہوئے عہد کر لیا تھا کہ آئندہ اس کو استعمال نہ کروں گا ایسا کرنا اگر کسی مصلحت صحیحہ کی بنا پر ہو تو شرعاً جائز ہے۔ مگر حضور کی شانِ رفیع کے مناسب نہ تھا کہ بعض ازواج کی خوشنودی کے لئے اس طرح کا اسوہ قائم کریں جو آئندہ امت کے حق میں تنگی کا موجب ہو۔ اس لئے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ ازواج کے ساتھ بے شک خوش خلاقی برتنے کی ضرورت ہے مگر اس حد تک ضرورت نہیں کہ ان کی وجہ سے ایک حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر کے تکلیف اٹھائیں۔

حاصل

یہی نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شان کے شایاں نہیں کہ وہ اللہ کی حلال ٹھہرائی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دیں۔

حدیث شریف

میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مقدمہ پیش ہوا کہ ایک عورت فاطمہ نے چوری کی حضورؐ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے لواحقین اور صحابہؓ نے حضرت ابن زید کی معرفت درخواست کی کہ چوری کا جرمانہ اور تاوان لے لیا جائے اور اس کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں کیونکہ یہ بڑے خاندان کی عورت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے خدا کی۔ اگر میری لڑکی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا۔ احکام خداوندی میں ردو بدل کر کے میں خدا تعالیٰ کے عذاب کو کیسے دعوت دوں۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شارح دین اسلام، ہادیٔ دینِ مبین اور امام الانبیاء ہیں اگر خود بھی دین کے احکام میں ردو بدل نہیں فرماتے تو کسی کو بھی کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ دین کے احکام میں ردو بدل کرے۔ دین کا حلیہ بگاڑے اور منشائے ایزدی اور سنت نبویؐ کے خلاف کتاب اللہ اور شریعت کی تفسیر و تعبیر کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر چلنے اور کتاب وسنت کے احکام بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

دعائے صحت

مدرسہ عربیہ تعلیم النساء چشتیاں (رجسٹرڈ) کے مہتمم حضرت مولانا عبدالجبار صاحب ابوہری کی اہلیہ صاحبہ کئی مہینوں سے بیمار چلی آرہی ہیں اور ان کی تکلیف شدت اختیار کر رہی ہے قارئین خدام الدین سے بالعموم اور بزرگان دین سے بالخصوص درخواست ہے کہ وہ مہتمم صاحب کی اہلیہ صاحبہ کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے بارگاہِ رب العزت میں نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ دعا فرمائیں۔

یہ عالمہ، فاضلہ مدرسہ عربیہ تعلیم النساء رجسٹرڈ چشتیاں کی صدر مدرس ہیں۔ جہاں بچیوں کو حفظ القرآن، سند قاریہ، شرقیہ علوم پنجاب یونیورسٹی اور دورۂ حدیث کی سندات دی جاتی ہیں۔

(محمود الحسن غوری اندرون لوہاری گیٹ ملتان)

بقیہ: قصۂ آدم علیہ السلام

اور اسی زمین سے قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جاؤ گے۔

اس واقعہ کے بعد مسلمانوں کے لئے ہدایت کی آیات نازل فرمائیں:۔

اے آدمؑ کی اولاد! بہشتی لباس اُتر جانے کے بعد ہم نے دنیا میں ستر چھپانے اور زینت کے لئے لباس بنایا ہے۔ اس ظاہری لباس کے علاوہ بہترین لباس تو تقویٰ ہے جو خدا کا ڈر اور پرہیزگاری ہے۔ اس سے باطنی عیوب تک دُور ہو جاتے ہیں۔ اور یہی چیز بہتر ہے بلکہ یہ لباس قدرتِ الٰہی کے نشانات میں سے ایک نشان ہے تاکہ تم بصیرت حاصل کرو۔ اے آدم کی اولاد! تم کو شیطان اس طرح نہ دھوکہ دے جس طرح اس نے تمہارے جدِ امجد کو دھوکا دیا۔ اس کے فتنے سے بچ کر رہنا۔ دیکھو! اس نے کس طرح تمہارے بابا کو جنت سے نکلوایا۔ اور بہشتی لباس اتروایا اور ان کو عریاں کر کے رکھ دیا۔ تم مسلمانو! اس کے دھوکے اور فریب سے بچ کر رہنا۔

پس شیطان اور اس کی اولاد تمہیں بھی اُسی طرح دھوکہ نہ دے اور تمہارے دلوں میں وسوسے ڈال کر بہکا نہ دے پس اللہ نے شیطان کو بے ایمانوں کا دوست بنا دیا ہے۔ یعنی ان پر شیطان ہر وقت مسلط رہتا ہے۔

اے آدم کی اولاد! مسجد یا کعبۃ اللہ میں عبادت کے لئے ضرور آرائش اور پاکیزگی کا لباس پہن لیا کرو اور اللہ کے حلال کردہ رزق سے بے شک کھاؤ پیو۔ البتہ فضول خرچی نہ کرو۔ بے شک اللہ فضول خرچی کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ اور اللہ نے بے حیائی کی ظاہری اور باطنی سب باتیں حرام کر دی ہیں۔

اے اولادِ آدم! اگر تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آئیں اور وہ تمہارے سامنے ہماری آیات بیان کریں۔ تو جس نے ان کی تابعداری کی اور کفر و شرک سے پرہیز کیا تو ایسے لوگوں کو قیامت کے دن کوئی خوف نہ ہو گا۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور منہ موڑا ایسے ہی لوگوں کے لئے دوزخ ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (باقی باقی)

بقیہ: اداریہ

سے انہیں یہ کہنا چاہیئے تھا کہ اگر ساری قوم بھی اس نظریے کو مان لے تو میں اپنی عقل و دانش اور ایمان کی روشنی میں علیٰ وجہ البصیرت یہ اعلان کرتا ہوں کہ اسے تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں گا۔

سوار صاحب کے الفاظ "سوشلزم" کی تصویر کشی کے لئے کافی ہیں اور ہمیں امید ہے کہ یہ الفاظ ان لوگوں کے لئے جو "سوشلزم" کا نام لینا جزو فیشن اور باعث فخر خیال کرتے ہیں بہترین انتباہ ثابت ہوں گے۔

اطلاعات و اعلانات

پانچواں سالانہ جلسہ

بیادگار قطب الاقطاب شیخ المشائخ سلطان العارفین وخاتم المفسرین حضرت الحاج مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ اسلامیہ ربانیہ حفظ القرآن ڈونگہ بونگہ کا پانچواں سالانہ جلسہ ۴، ۵، ۶ ربیع الاول ۱۹۶۶ء مطابق ۲۴، ۲۵، ۲۶ جون ۱۹۶۶ء کو منعقد ہو رہا ہے جس میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور جناب ڈاکٹر مناظر حسین صاحب ایڈیٹر خدام الدین لاہور حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب تکمیہ۔ حضرت مولانا غلام قادر صاحب ملتان حضرت مولانا محمد شریف صاحب منچن آباد حضرت مولانا محمد امیر الدین صاحب حویلی لکھا حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب دین پور شریف حضرت مولانا الحاج عبدالشکور صاحب دین پوری حضرت مولانا محمد لقمان صاحب علی پور حضرت مولانا قاری محمد اجمل صاحب خطیب قلعہ گوجر سنگھ۔ لاہور شرکت فرمائیں گے۔ غلام محمد مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ ربانیہ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر۔

جلسہ سیرت

لاہور۔ رحمان پورہ (اچھرہ) اے بلاک مندروالی گراؤنڈ میں ۵ ربیع الاوّل ۸۶ھ مطابق ۲۵ جون بروز ہفتہ بعد از نمازِ عشاء ایک عظیم الشان جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہو رہا ہے جس میں۔

(۱) خطیب اہل السنۃ مولانا ضیاء القاسمی صاحب قاسمی خطیب لائل پور (۲) حضرت مولانا صاحبزادہ سید منظور احمد صاحب کہروڑی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اس حضرت مولانا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظرؔ ایڈیٹر خدام الدین لاہور جناب احمد بخش چشتی خطاب فرمادیں گے۔

حافظ امداد الحسن (رحمان پورہ) لاہور۔

اعلان جلسہ

بتاریخ ۵ ربیع الاوّل ۲۵ جون بروز ہفتہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ محلہ اسلام پورہ چوہڑ کانا منڈی کا دوسرا سالانہ جلسہ ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی حضرت مولانا لال حسین صاحب اخترؔ۔ حضرت مولانا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظرؔ ایڈیٹر خدام الدین تشریف لائینگے۔

مولانا غلام غوث صاحب

مورخہ ۲۴ جون ۶۶ء مطابق ۴ ربیع الاوّل ۸۶ھ کو قصبہ علی پور چٹھہ (اکالگڑھ) ضلع گوجرانوالہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان جمعہ پڑھائیں گے آپ کی تقریر صبح ساڑھے بارہ بجے شروع ہو جائے گی۔ آپ کی تقریر مدرسہ انوار الاسلام میں ہو گی۔ المعلن مولوی محمد اسحاق کھٹانہ مہتمم مدرسہ انوار الاسلام علی پور (اکالگڑھ) ضلع گوجرانوالہ۔

پروگرام

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

۲۴ جون ۱۹۶۶ء روانگی از لاہور بذریعہ تیز رو بروز جمعہ ۳۰-۷ بجے شام

۲۵ جون ۱۹۶۶ء سمہ سٹہ سے بذریعہ مسافر گاڑی ۵ بجکر دس منٹ پر برائے فقیر والی روانہ ہونگے۔

۲۵ جون ۱۹۶۶ء کو ۱۲ بجکر ۲۳ منٹ پر فقیر والی پہنچیں گے۔

۲۵ جون ۱۹۶۶ء کو فقیر والی سے بعد از دوپہر مدرسہ اسلامیہ ربانیہ حفظ القرآن ڈونگہ بونگہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے روانہ ہونگے۔

۲۶ جون ۱۹۶۶ء کو کسی وقت بہاولنگر تشریف لے جائیں گے۔ —— بہاولنگر میں عید گاہ روڈ محترم مولوی محمد سعید صاحب کے مکان پر قیام فرمائیں گے۔ ۲۷ جون کو صبح بذریعہ کار ملکہ ہانس تشریف لے جائیں گے اور وہاں ہی قیام ہو گا —— ۲۸ جون کو جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا عبدالعزیز مدظلہ کے ہاں مسجد نور میں قیام ہو گا اور رات کو مسجد نور میں ہی جلسہ سیرت النبیؐ سے خطاب فرمائیں گے۔

۲۹ جون صبح جامع مسجد میں درس قرآن دیں گے اور اسی دن بذریعہ تیز گام عازم لاہور ہو جائیں گے۔

(حاجی شیر احمد)

بچوں کا صفحہ

قصۂ آدم علیہ السلام

مَیں آدم سے بہتر ہوں (شیطان)

ابوالریاض محمد امین، بہاولپور

پارہ ہشتم سورۃ اعراف آیہ ۱۱ میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :-

"بے شک ہم نے ہی تم کو پیدا کیا اور ماؤں کے رحموں کے اندر ہم نے ہی تمہاری مختلف صورتیں بنائیں۔ پھر تمہارے جدِّ امجد کو وہ رتبہ دیا کہ انہیں پیدا کر کے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ آدمؑ کو تعظیمی سجدہ کریں۔ اس پر سب فرشتوں نے تو سجدہ کیا۔ مگر ابلیس لعین نے سجدہ نہ کیا چنانچہ راندۂ درگاہ ہو گیا۔"

تب اللہ تعالےٰ نے اُس سے پوچھا کہ جب مَیں نے تجھے سجدے کا حکم دیا تھا تو تُو نے سجدہ کیوں نہ کیا۔ ابلیس نے جواب دیا کہ مَیں آدم سے بہتر ہوں۔ کیونکہ میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں۔ اور آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ گویا بقول شیطان آگ مٹی سے بہتر ہے۔ حالانکہ مٹی آگ سے بہتر ہے۔ آگ سرکش چیز ہے۔ ہر ایک چیز کو جلاتی ہے اور مٹی عاجزی اور نمو کی طاقت رکھتی ہے۔ پاک کرتی ہے۔ یہ دنیا کی ساری رونق ہی مٹی سے ہے۔ چنانچہ اسی آگ نے شیطان کے اندر تکبر پیدا کیا اور اسی حسد اور جلن کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ نکل جا یہاں سے تجھے تکبر اور غرور کرنے کا کوئی حق نہیں۔ بس آج کے بعد تو ہی ذلیل و خوار ہو گا۔

شیطان نے عرض کی۔ اے خدایا! مجھے قیامت تک زندگی کی مہلت دے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اس کو قیامت تک زندگی بخش دی۔ یہ بھی مقدر چیز تھی تاکہ رحمانی اور شیطانی دونوں خیر و شر کے راستے چلتے رہیں۔

اس پر شیطان نے کہا۔ کہ اے خدایا! چونکہ آدمؑ کی وجہ سے تُو نے مجھے مردُود کر دیا ہے۔ اب مجھے مہلت تو مل گئی ہے۔ مَیں بھی آدمؑ کی اولاد کو ہدایت کے سیدھے راستے سے بھٹکاؤں گا۔ اور کوئی مجھ سے بچ کر نہیں جانے گا۔ پھر میں ان لوگوں کے پاس دائیں، بائیں، سامنے اور پیچھے سے شیطانی وسوسے ڈالونگا۔ اور دینِ حق سے گمراہ کروں گا۔ اور اے خدا! تُو بھی اولادِ آدم میں سے اکثر کو ناشکرا پائے گا۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ اور درس میں جب کبھی شیطان کا ذکر کرتے تو ان آیات یا پارہ تیئیس سورۃ صٓ کی آخری آیات سے استدلال کر کے فرمایا کرتے تھے کہ مہلت کی وجہ سے شیطان نے اپنا سلسلہ خوب چلا رکھا ہے۔ مگر رحمانی لوگ اس کے قابو میں نہیں آئیں گے ویسے دوزخ کے بھرنے کی قسم بھی اُس نے کھا رکھی ہے کہ ان کو ضرور دوزخ میں جانے کے قابل بنا کر چھوڑوں گا — گویا ایسے لوگوں پر میرا ہی قابو ہو گا وہ تیرا شکر نہیں کریں گے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اے ابلیس! تُو بھی اس مقامِ عزت سے مردُود اور خوار ہو کر نکل جا۔ ہاں یاد رکھ! جو کوئی بھی تیری پیروی کرے گا تو مَیں ایسے سب لوگوں سے دوزخ بھر دوں گا۔

پھر آدم علیہ السلام اور مائی حوّا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔ اور جہاں سے دل چاہے کھاؤ پیو۔ البتہ اس درخت کا پھل کھانا تو درکنار اس کے نزدیک بھی نہ جانا۔ ورنہ تم اپنے آپ پر ظلم کرو گے اور ظالم ٹھہرائے جاؤ گے — پس شیطان نے اُن دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا اور یوں کہا۔ کہ تمہارے رب نے تمہیں اس درخت کا پھل کھانے سے اس لئے روکا ہے کہ تم کہیں فرشتے نہ بن جاؤ۔ اور کہیں ہمیشہ ہی اس جنت میں رہنے والے نہ بن جاؤ۔ گویا بہتر یہی ہے کہ اس پھل کو کھا لو تاکہ ہمیشہ یہیں جنت میں رہو۔ اس پر یقین دہانی کے لئے شیطان نے قسم کھائی۔ کہ مَیں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پس اس طرح کا دھوکا دے کر حضرت آدمؑ اور مائی حوا کو شیطان نے اُس پھل کے کھانے پر مائل کر لیا۔ یہ تھا شیطانی وسوسہ اور جھوٹی قسم سے یقین دہانی اس شیطان لعین کی چال تھی۔

پس جونہی انہوں نے پھل کھایا ان کا بہشتی لباس خود بخود اتر گیا اور وہ شرم کے مارے پتوں سے اپنا تنگ ڈھانپنے لگے۔ اُس وقت خدا کی طرف سے ندا آئی کہ مَیں نے تمہیں اس درخت کے پاس جانے سے روکا نہ تھا؟ پھل کھانا تو کیا اُس کے تو پاس بھی نہ جانا چاہیئے تھا اور شیطان کے دھوکے میں نہیں آنا چاہیئے تھا۔ یہ تو تمہارا اعلانیہ دشمن ہے — اس وقت حضرت آدم اور مائی حوّا کو احساس ہوُا۔ اور عرض کیا "اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اے خدا! اگر تو معاف نہیں کرے گا اور ہم پر رحم نہیں کھائے گا تو ہمیں بہت ہی نقصان اور خسارہ ہو گا۔"

اُسی وقت خدا نے حضرت آدمؑ کی دعا قبول فرما لی لیکن جنت سے نکل جانے کا حکم دے دیا اور حضرت آدم اور مائی حوّا اور شیطان بہشت سے نکال دئے گئے۔ مزید فرمایا۔ تم سب ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے بس اب تمہارے لئے زمین ہی ٹھکانا ہے۔ اور وہیں تمہیں عارضی زندگی تک سامانِ حیات ہے۔ اسی زمین پر زندگی بسر کرو گے۔ اسی میں مر کر دفن ہو گے

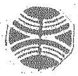
رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۷ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹/۷۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۳ء

بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم



نازش پرتاب گڑھی

آپ آئے تھے کہ انساں کی نظر جاگ اٹھے
آپ آئے تھے کہ پہچان سکیں ہم خود کو
آپ آئے تھے کہ انساں کو قرار آ جائے
آپ آئے تھے کہ دنیا میں بہار آ جائے

آپ کے فیض سے ہے گلشنِ عالم کا وجود
آپ کی ذاتِ گرامی ہے عروجِ ہستی
آپ کو ماحصلِ کون و مکاں کہتے ہیں
آپ کو عظمتِ آدم کا نشاں کہتے ہیں

آپ نے یہ تو کہا ایک ہیں سارے انساں
آپ اخلاق سے دشمن کو گرا دیتے تھے
آج رنگ و وطن و نسل کی دیواریں ہیں
آج اپنوں پہ چمکتی ہوئی تلواریں ہیں

قیصریت کو مٹانے کے لئے آپ آئے
آپ نے درسِ مساوات دیا تھا لیکن
اور قیصر ابھی دنیا میں تنے بیٹھے ہیں
چند لوگ اب بھی خداوند بنے بیٹھے ہیں

مجرموں پہ بھی کچھ الزام نہ رکھتے تھے آپ
آدمیت کا دیا آپ نے دنیا کو سبق
آج بے جرم کو مجرم بخدا کہتے ہیں
آدمیت کو مگر آج خطا کہتے ہیں

آپ نے عدل کے انداز ابھارے تھے مگر
آپ انصاف کو رکھتے تھے بہرحال عزیز
آج ہیں عدل کے ہونٹوں پہ سسکتی آہیں
آج انصاف کا مقتل ہیں عدالت گاہیں

آپ نے بڑھتے ہی رہنے کا سبق ہم کو دیا
آپ آزادیٔ انساں کے پیامی تھے مگر
آج ہر سمت چھنکتی ہوئی زنجیریں ہیں
آج گفتار پہ، افکار پہ تعزیریں ہیں

آپ نے اُترے ہوئے چہرے نکھارے لیکن
آپ نے سوکھے ہوئے ہونٹوں کو نغمے بخشے
آج کھلتے ہوئے چہروں کی ہنسی لٹتی ہے
آج ہنستے ہوئے ہونٹوں کی خوشی لٹتی ہے

آپ جمہور کی آواز کو اپناتے تھے
آپ کو مشورۂ اہلِ نظر تھا مقبول
آج شاہوں کے فرامین جنم لیتے ہیں
آج طاقت سے قوانین جنم لیتے ہیں

آپ مزدوروں میں بن جاتے تھے خود بھی مزدور
آپ افلاس کے ماروں کو جگاتے تھے مگر
آج مزدوروں پہ تنتی ہیں کمانیں کتنی
آج اس جرم میں کٹتی ہیں زبانیں کتنی

آپ نے امن کی اک شمع ہمیں بخشی تھی
آپ اک حسنِ دل افروز یہاں لائے تھے
لوگ وہ شمع بجھانے پہ تلے بیٹھے ہیں
لوگ وہ حسن مٹانے پہ تلے بیٹھے ہیں

آپ کے نام پہ انسانوں کے سر کٹتے ہیں
آپ کے دورِ مبارک کی دہائی دے کر
جبر بجھتی ہوئی شمعوں سے ضیا مانگتا ہے
ظلم ہر خانۂ مفلس کا دیا مانگتا ہے

فتحِ مکہ کو اک افسانہ سمجھ بیٹھے لوگ
آپ کے زہد و عبادت کے مقلد نہ رہے
آج ہر فتح کا مفہوم جہاں سوزی ہے
آج تقدیس کا معیار زراندوزی ہے

آج کے دور پہ ظلمات کا قبضہ ہے مگر
آپ سورج کی طرح چھپ تو چکے ہیں لیکن
آپ کا دور مرے ذہن میں تابندہ ہے
میرے افکار میں اک ایک کرن زندہ ہے

آپ کی عظمت و رفعت کا سہارا لے کر
پاک ہو جائے گا کانٹوں سے گلستانِ حیات
عہد کرتا ہوں کہ یہ دور مٹا ڈالوں گا
سطحِ گیتی سے ہر اک جور مٹا ڈالوں گا

کوئی آقا کوئی سردار نہ رہ جائے گا
پھر سے تعلیمِ مساوات مروّج ہو گی
قیصریت کی یہ تلوار نہ رہنے دوں گا
نفرت و ظلم کی دیوار نہ رہنے دوں گا

داستانِ طائف و مکہ کی مرے سامنے ہے
سولیاں میری طرف لپکے چلی آتی ہیں
میں کسی زنگِ شقاوت سے نہ گھبراؤں گا
میں کہ اعلانِ صداقت سے نہ باز آؤں گا

آپ کے نام پہ بر بانگِ دہل کہتا ہوں
آپ کی چشمِ توجہ ہی مجھے کافی ہے
میں شہنشاہوں سے ڈر جاؤں تو فنکار نہیں
میں حکومت کی عنایت کا طلبگار نہیں

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا